چودہ سورجوں کے سورج

اور

بنی ہاشم کا چاند

چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سوانح حیات کا

تـــاریـــخـــی خـــاکـــہ

مؤلف: سید کفایت حسین پیراں شہری، مانسہرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چودہ سورجوں کے سورج

اور

بنی ہاشم کا چاند

چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سوانح حیات کا

تـــاریـــخـــی خـــاکـــہ

مؤلف: سید کفایت حسین پیراں شہری، مانسہرہ

انتساب

سپر برین آف اسلام (گولڈ میڈل یافتہ) کی کامیاب اشاعت کے بعد پیش نظر کتاب چودہ سورجوں کے سورج اور بنی ہاشم کا چاند پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو انشاءاللہ مؤمنین و مؤمنات کی خدمت میں ایک انمول تحفہ ثابت ہوگی۔

یہ کتاب

شمس ولایت، شمس الضحیٰ، شمس الشموس، عالم آل محمدؐ،

مغیث الشیعہ والزوارفی یوم الجزاء، سلطان العرب والعجم، امام الرؤف، قبلۃ السابع

حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام

کے نام گرامی سے منسوب کی جاتی ہے

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب کا نام	:	چودہ سورجوں کے سورج اور بنی ہاشم کا چاند
مؤلف	:	سید کفایت حسین پیراں شہری
کمپوزنگ	:	غلام حیدر، سید امجد علی کاظمی
طابع	:	ادارہ تعلیم وتربیت، لاہور
قیمت	:	100 روپے
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
ناشر		ادارہ تعلیم وتربیت

مقدمہ

ساری داستانیں اس کی داستان کے گرد گھومتی ہیں جس کا بھید کوئی نہیں پا سکتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس کائنات کی ہر چیز دوسری چیز کے گرد گھوم رہی ہے اور اس گردش کا مرکز عرش الٰہی ہے گویا ساری کائنات اس کے عرش کے گرد گھوم رہی ہے لیکن سوائے چند برگزیدہ ہستیوں کے کون ہے جو اس عرش تک رسائی حاصل کر سکے۔ وہ ازل میں نور کا ایک شعلہ تھا۔ ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے چہاردہ معصومین کے انوار کو اپنے نور سے خلق کیا۔

جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿اَوَّلُ خَلَقَ اللّٰہ نُوْرِیْ اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ﴾ سب سے پہلے خداوند تبارک وتعالیٰ نے میرا نور خلق فرمایا، میں اور علی ایک نور سے ہیں۔

زیارت جامعہ میں آیا ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے اپنے نور سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے انوار خلق فرمائے تو یہ انوار ہزاروں سال تک اس خدائے لم یزل کے نور کا طواف کرتے رہے۔ چہاردہ معصومینؑ کی معرفت زیارت جامعہ میں اس طرح ملتی ہے۔ آپ سب کی ارواح، آپ کے نور اور آپ کی اصل ایک ہے۔ جو خوش آیند اور پاکیزہ ہے۔ آپ میں سے بعض کی اولاد ہیں۔ خدا نے آپ کو بہ شکل نور خلق فرمایا۔ پھر آپ سب کو اپنے عرش کے گرد رکھا حتیٰ کہ ہم پر احسان فرمایا اور آپ کو بھیجا۔ پس آپ کو ان گھروں میں رکھا جن کو خدا نے بلند کیا اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ اس نے قرار دی آپ پر ہماری صلوات اس سے ہمیں آپ کی ولایت میں خصوصیت دی اسے ہماری پاکیزہ پیدائش ہمارے نفسوں کی صفائی، ہمارے باطن کی درستی کا ذریعہ اور گناہوں کا کفارہ بنایا پس ہم اس کے

حضور آپ کی فضیلت کو ماننے والے اور آپ کی تصدیق کرنے والے قرار پا گئے ہیں۔

سلام ہو آپ پر اے خاندان نبوت، اے پیغام الٰہی آنے کی جگہ آپ ملائکہ کے آنے جانے کے مقام وحی نازل ہونے کی جگہ نزول رحمت کے مرکز، علم کے خزینہ دار، حد درجہ کے بردبار اور بزرگواری کے حامل ہیں آپ قوموں کے پیشواء نعمتوں کے بانٹنے والے، سرمایہ نیکوکاران، پارساؤں کے ستون، بندوں کیلئے تدبیر کار، آبادیوں کے سردار، ایمان واسلام کے دروازے اور خدا کے امانتدار ہیں اور آپ نبیوں کی نسل اور اولاد رسولوں کے پسندیدہ اور جہانوں کے رب کے دروازے اور خدا کے امانتدار ہیں۔ آپ لوگوں کی پناہ گاہ نبیوں کے ورثہ دار بلند ترین نمونہ عمل اور بہترین دعوت دینے والے ہیں، آپ خدا کی معرفت کے ذریعوں پر جو خدا کی برکت کے مقام اور خدا کی حکمت کے مراکز ہیں۔ خدا کے رازوں کے نگہبان، خدا کی کتاب کے حامل، خدا کے آخری نبی کے جانشین اور خدا کے رسول کی اولاد ہیں۔

آپ امام ہیں ہدایت والے، سنورے ہوئے گناہ سے بچائے ہوئے بزرگوں والے اس سے نزدیک تر پرہیزگار، صدق والے چنے ہوئے، خدا کے اطاعت گذار، اس کے حکم پر کمر بستہ، اس کے ارادے پر عمل کرنے والے اور اس کی مہربانی سے کامیاب ہیں کہ اس نے اپنے علم کے لئے آپ کو چنا اپنے غیب کے لئے آپ کو پسند کیا اپنے راز کے لئے آپ کو منتخب کیا اپنی قدرت سے آپ کو اپنا بنایا اور اپنی ہدایت سے عزت دی اور اپنی دلیل کے لئے خاص کیا اس نے آپ کو اپنے نور کے لئے چنا روح القدس سے آپ کو قوت دی اپنی زمین میں آپ کو اپنا

نائب قرار دیا اپنی مخلوق پر اپنی حجتیں بنایا اپنے دین کے ناصر اور اپنے راز کے نگہدار اور اپنے علم کے خزینہ دار بنایا اپنی حکمت ان کے سپرد کی آپ کو اپنی وحی کا ترجمان اور اپنی توحید کا مبلغ بنایا اس نے آپ کو اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا اپنے بندوں کے لئے نشان منزل، اپنے شہروں کی روشنی اور اپنے راستے کا رہبر قرار دیا، اس کے عہد کو پختہ کیا اس کی فرمانبرداری کے عقیدے کو محکم بنایا آپ نے پوشیدہ و ظاہر اس کا ساتھ دیا اور اس کے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو دانشمندی اور بہترین گفتگو کے ذریعے بلایا آپ نے اس کی رضا کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اور اس کی راہ میں آپ کو جو دکھ پہنچے ان کو صبر سے جھیلا آپ نے نماز قائم رکھی اور زکوۃ دیتے رہے آپ نے نیک کاموں کا حکم دیا برے کاموں سے منع فرمایا اور خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا۔ چنانچہ آپ نے اس کا پیغام عام کیا اس کے عائد کردہ فرائض بتائے اور اس کی مقررہ حدیں جاری کیں آپ نے اس کے احکام بیان کئے اس کے طریقے رائج کئے اور اس میں آپ کی رضا کے طالب ہوئے آپ نے اس کے ہر فیصلے کو تسلیم کیا اور آپ نے اس کے گذشتہ پیغمبروں کی تصدیق کی پس آپ نے بچھڑنے والا دین سے نکل گیا آپ کا ہمراہی دیندار رہا اور آپ کے حق کو کمتر سمجھنے والا نابود ہوا۔ حق آپ کے ساتھ ہے آپ میں ہے آپ کی طرف ہے آپ حق والے ہیں اور مرکز حق ہیں نبوت کا ترکہ آپ کے پاس ہے لوگوں کی واپسی آپ کی طرف اور ان کا حساب آپ کو لینا ہے آپ حق و باطل کا فیصلہ کرنے والے ہیں خدا کی آیتیں اور اس کے ارادے آپ کے دلوں میں ہیں اس کا نور اور حکم دلیل آپ کے پاس ہے اور اس کا حکم آپ کی طرف آیا ہے آپ کا دوست خدا کا دوست اور جو آپ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے جس نے آپ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس

نے آپ سے نفرت کی اس نے خدا سے نفرت کی اور جو آپ سے وابستہ ہوا وہ خدا سے وابستہ ہوا کیونکہ آپ سیدھا راستہ، دنیا میں لوگوں پر شاہد و گواہ اور آخرت میں شفاعت کرنے والے ہیں۔

میرے سردارو! میں آپ کی تعریف کا اندازہ نہیں کرسکتا نہ آپ کی مدح کو سمجھ سکتا ہوں نہ آپ کی شان کا تصور کرسکتا ہوں۔ آپ شرفاء کا نور، نیکوکاروں کے رہبر اور خدائے قادر کی حجتیں ہیں۔ خدا نے آپ سے آغاز و انجام کیا ہے وہ آپ کے ذریعے مینہ برساتا ہے آپ کے ذریعے آسمان کو تھامتا ہے کہ مبادا زمین پر آگرے مگر اس کے حکم سے۔ وہ آپ کے ذریعے غم دور کرتا اور سختی ہٹاتا ہے۔ وہ پیغام آپ کے پاس ہے جو اس کے رسول لائے اور فرشتے جس کو لے کر اترے۔ زمین آپ کے نور سے چمکتی ہے۔ کامیابی پانے والے آپ کی ولایت سے کامیابی پاتے ہے اور آپ کے ذریعے رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

آپ پر میرے ماں باپ اور میری جان قربان، کس طرح میں آپ کی خوبصورت تعریف و توصیف کروں اور آپ کی بہترین آزمائش کا تصور کروں کہ خدا نے آپ کے ذریعے ہمیں خواری سے بچایا، ہمارے رنج و غم کو دور فرمایا اور ہمیں تباہی سے نکالا اور جہنم کی آگ سے آزاد کیا، میرے ماں باپ اور میری جان آپ پر قربان، آپ کی دوستی کے وسیلے خدا نے ہمیں دینی تعلیمات عطا فرمائیں اور ہماری دنیا کے بگڑے کام سنوار دیئے آپ کی ولایت کی بدولت کلمہ مکمل ہوا نعمتیں بڑھ گئیں اور آپ کی دوریاں مٹ گئیں۔ آپ کی دوستی کے باعث اطاعت واجبہ قبول ہوتی ہے آپ سے محبت رکھنا واجب ہے۔ خدائے عزوجل کے ہاں آپ کے لیے بلند درجات، پسندیدہ مقام اور اونچا مرتبہ ہے۔ نیز اس کے حضور آپ کی بڑی عزت،

بہت اونچی شان ہے اور آپ کی شفاعت قبول شدہ ہے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جو حق نے نازل فرمایا اور ہم نے رسول کی پیروی کی پس ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ ہونے دے جبکہ تو نے ہمیں ہدایت سے نوازا اور عطا کر ہم کو اپنی طرف سے رحمت، بے شک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ پاک تر ہے ہمارا رب بالضرور ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوگا۔

اے دوستان خدا! بے شک ہمارے اور خدائے عزوجل کے درمیان گناہ حائل ہیں جو آپ چاہیں تو معاف ہو سکتے ہیں۔ پس واسطہ اس کا جس نے آپ کو اپنا رازداں بنایا اپنی مخلوق کا معاملہ سونپا آپ کی اطاعت اپنی اطاعت کے ساتھ واجب ٹھہرائی آپ ہمارے گناہ معاف کروائیں اور ہمارے سفارشی بن جائیں کہ یقیناً آپ کے پیرو ہیں۔ جس نے آپ کی پیروی کی تو اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی گویا خدا کی نافرمانی کی جس نے آپ سے محبت کی تو اس نے خدا سے محبت کی۔ جس نے آپ سے دشمنی کی گویا اس نے خدا سے دشمنی کی اے معبود یقیناً جب میں نے ایسے سفارشی پا لئے ہیں جو تیرے مقرب ہیں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ جو نیکوکار و خوش کردار ہیں کے امام ہیں ضرور میں نے انہیں اپنے سفارشی بنایا ہے پس بواسطہ ان کے حق کا جو تو نے خود پر لازم کر رکھا ہے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمیں ان لوگوں میں داخل فرما جو ان کی اور ان کے حق کی معرفت رکھتے ہیں۔ اور مجھے اس گروہ میں رکھ جس پر ان کی سفارش سے رحم کیا گیا ہے۔ بے شک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور خدا درود بھیجے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور ان کی پاکیزہ آل پر اور بھیجے

سلام بہت بہت سلام اور کافی ہے ہمارے لیے خدا جو بہترین کارساز ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کہ ان دونوں پر اور ان کے خاندان کے پاکبازوں پر خدا کی رحمت ہو۔ ان پر رونے والوں کو رونا چاہیئے۔ چنانچہ ان پر اور ان جیسوں پر دھاڑیں مار مار کر رونا چاہیئے ان کے لیے آنسو بہائے جائیں۔ رونے والے چیخ چیخ کر روئیں، نالہ و فریاد بلند کریں اور اونچی آوازوں میں رو کر کہیں کہاں ہیں حسنؑ؟ کہاں گئے حسینؑ؟ فرزندان حسین ایک نیکوکار کے بعد دوسرا نیکوکار ایک سچے کے بعد دوسرا سچا کہاں گئے جو ایک کے بعد ایک راہ حق کے رہبر تھے کہاں گئے جو اپنے وقت میں خدا کے برگزیدہ تھے کدھر گئے وہ چمکتے سورج کیا ہوئے وہ دمکتے چاند کہاں گئے؟ وہ جھلملاتے ستارے کدھر گئے؟ وہ دین کے نشان اور علم کے ستون کہاں ہیں؟ خدا کا آخری نمائندہ جو رہبروں کے اس خاندان سے باہر نہیں کہاں ہے؟ وہ جو ظالموں کی جڑیں کاٹنے کے لیے آمادہ ہے کہاں ہے وہ جو انتظار میں ہے کہ ٹیڑھے کو سیدھا اور نادرست کو درست کرنے کا وقت آئے کہاں ہے وہ امید گاہ جو ظلم و ستم مٹانے والا ہے کہاں ہے؟ وہ فرائض و سنن کو زندہ کرنے والا امام کہاں ہے؟ وہ ملت و شریعت کو راست کرنے والا کہاں ہے؟ وہ جس کے ذریعے قرآن اور اس کے احکام کے زندہ ہونے کی توقع ہے کہاں ہے؟ وہ دین اور اہل دین کے طریقے روشن کرنے والا کہاں ہے؟ اے کاش میں جانتا کہ اس دوری نے آپ کو کہاں جا ٹھہرایا اور کس زمین اور کس خاک نے آپ کو اٹھا رکھا ہے آپ رضویٰ میں ہیں یا کسی اور پہاڑ پر ہیں یا وادی طویٰ میں، یہ مجھ پر گراں ہے کہ مخلوق کو دیکھوں اور آپ کو نہ دیکھ پاؤں نہ آپ کی آہٹ سنوں اور نہ سرگوشی مجھے رنج ہے کہ آپ تنہا سختی میں پڑے ہیں میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں اور

میری آہ و زاری آپ تک نہیں پہنچ پائی۔ میری جان آپ پر قربان کہ آپ غائب ہیں مگر ہم سے دور نہیں میں آپ پر قربان آپ وطن سے دور ہیں لیکن ہم سے دور نہیں میں آپ پر قربان آپ ہر محبّ کی آرزو، ہر مومن و مومنہ کی تمنا ہیں جس کے لیے وہ نالہ کرتے ہیں۔ میں قربان آپ وہ عزت دار ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں میں قربان آپ وہ بلند مرتبہ ہیں جن کے برابر کوئی نہیں، میں قربان آپ وہ قدیمی نعمت ہیں جس کی مثل نہیں میں قربان آپ جو شرف رکھتے ہیں وہ کسی اور کو مل نہیں سکتا کب تک ہم آپ کے لیے بے چین رہیں گے۔ اے میرے آقا اور کب تک اور کس طرح آپ سے خطاب کروں اور سرگوشی کروں۔ یہ مجھ پر گراں ہے کہ بجز آپ کے کسی سے جواب پاؤں یا باتیں سنوں مجھ پر گراں ہے کہ میں آپ کے لیے روؤں اور لوگ آپ کو چھوڑے رہیں۔ مجھ پر گراں ہے کہ لوگوں کی طرف سے آپ پر گزرے جو گزرے تو کیا کوئی ساتھی ہے جس کے ساتھ مل کر آپ کے لیے گریہ و زاری کروں کیا کوئی بے تاب ہے کہ جب وہ تنہا ہو تو اس کے ہمراہ نالہ کروں آیا کوئی آنکھ ہے جس کے ساتھ مل کر میری آنکھ غم سے آنسو بہائے۔ اے محمد مجتبیٰؐ کے فرزند آپ کے پاس آنے کا کوئی راستہ ہے کیا ہمارا آج کا دن آپ کے کل سے مل جائے گا کہ ہم خوش ہوں کب وہ وقت آئے گا کہ ہم آپ کے چشمے سے سیراب ہوں گے کب ہم آپ کے چشمہ شیریں سے پیاس بجھائیں گے۔ اب تو پیاس طولانی ہو گئی کب ہماری صبح و شام آپ کے ساتھ گزرے گی کہ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں کب آپ ہمیں اور ہم آپ کو دیکھیں گے جب کہ آپ کی فتح کا پرچم لہراتا ہوگا ہم آپ کے چوگرد جمع ہوں گے اور آپ سبھی لوگوں کے امام ہوں گے۔ تب زمین آپ کے ذریعے عدل و انصاف سے پر ہو گی آپ اپنے دشمنوں کو سختی و

ذلت سے ہمکنار کریں گے آپ سرکشوں اور حق کے منکروں کو نابود کریں گے۔ مغروروں کا زور توڑیں گے اور ظلم کرنے والوں کو جڑیں کاٹ دیں گے۔ اس وقت ہم کہیں گے حمد ہے خدا کے لیے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اے معبود تو ہے دکھوں اور مصیبتوں کو دور کرنے والا۔ میں تیرے حضور شکایت لایا ہوں کہ تو مداوا کرتا ہے اور تو ہی دنیا و آخرت کا پروردگار ہے۔ پس میری فریاد سن۔ اے فریادیوں کی فریاد سننے والے اپنے اس حقیر اور دکھی بندے کو اس کے آقا کا دیدار کرا دے اے زبردست قوت والے ان کے واسطے سے اس کے رنج و غم کو دور فرما اور اس کی پیاس بجھا دے۔ اے وہ ذات جو عرش پر حاوی ہے کہ جس کی طرف واپسی اور آخری ٹھکانا ہے اور اے معبود ہم ہیں تیرے حقیر بندے جو تیرے ولی عصر کے مشتاق ہیں جن کا ذکر تو نے اور تیرے نبیؐ نے کیا۔ تو نے انہیں ہماری جائے پناہ بنایا ہمارا سہارا قرار دیا۔ ان کو ہماری زندگی کا ذریعہ اور پناہ گاہ بنایا اور ان کو ہم میں سے مومنوں کا امام قرار دیا پس ان کو ہمارا درود و سلام پہنچا۔ اور اے پروردگار ان کے ذریعے ہماری عزت میں اضافہ فرما ان کی قرارگاہ کو ہماری قرارگاہ اور ٹھکانہ بنا دے ہم پر ان کی امامت کے ذریعے ہمارے لیے اپنی نعمت پوری فرما یہاں تک کہ وہ تیری جنت میں ان شہیدوں کے پاس لے جائیں گے جو مقرب خاص ہیں۔ اے معبود! رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور رحمت فرما امام مہدیؑ کے نانا محمدؐ پر جو تیرے رسول اور عظیم سردار ہیں اور رحمت کر القائمؑ کے والد پر جو چھوٹے سردار ہیں۔ رحمت فرما ان کی دادی صدیقہ کبریٰ فاطمہ بنت محمدؐ پر۔ رحمت فرما ان سب پر جن کو تو نے ان کے نیکوکار بزرگوں میں سے چنا اور رحمت فرما القائمؑ پر۔ بہترین کامل پوری ہمیشہ ہمیشہ بہت ہی بہت زیادہ جو رحمت کی ہو تو نے ان برگزیدوں میں سے کسی پر اور مخلوق میں

سے اپنے پسندیدہ پر اور درود بھیج القائم پر وہ درود جس کا شمار نہ ہو جس کی مدت ختم نہ ہو اور جو کبھی قطع نہ ہو۔ اے معبود! ان کے ذریعے حق کو قائم فرما۔ ان کے ہاتھوں باطل کو مٹا دے۔ ان کے وجود سے اپنے دوستوں کی عزت افزائی فرما۔ ان کے ذریعے اپنے دشمنوں کو ذلت سے ہمکنار کر دے اور اے معبود ہمیں اور ان کو اکٹھے کر دے ایسا اکٹھا کہ جو ہم کو ان کے پہلے بزرگوں تک لے جائے اور ہمیں ان میں قرار دے جنہوں نے ان کا دامن پکڑا ہے ہمیں ان کے زیر سایہ رکھ۔ ان کے حقوق ادا کرنے میں ہماری مدد فرما۔ ان کی فرمانبرداری میں کوشاں بنا دے۔ ان کی نافرمانی سے بچائے رکھ۔ ان کی خوشنودی سے ہم پر احسان کر اور عطا فرما ہمیں ان کی محبت ان کی رحمت ان کی دعا اور ان کی برکت جس کے ذریعے ہم تیری وسیع رحمت اور تیرے ہاں کامیابی حاصل کریں ان کے ذریعے ہماری نماز قبول فرما۔ ان کے ذریعے ہماری روزیاں فراخ فرما۔ ہماری پریشانیاں دور فرما اور ان کے وسیلے ہماری حاجات پوری فرما اور توجہ کر ہماری طرف بواسطہ اپنی کریم ذات کے اور قبول فرما اپنی بارگاہ میں ہماری حاضری ہماری طرف نظر کر مہربانی کی نظر جس سے تیری درگاہ میں ہماری عزت بڑھ جائے پھر بوجہ اپنے کرم کے وہ نظر ہم سے نہ ہٹا۔ ہمیں القائم کے نانا کے حوض سے سیراب فرما۔ خدا کی رحمت ان پر اور ان کی آل پر۔ ان کے جام سے ان کے ہاتھ سے سیر و سیراب کر جس میں مزہ آئے اور پھر پیاس نہ لگے۔ اے سب سے زیادہ رحم والے۔

سید کفایت حسین پیراں شہری

پیراں شریف، مانسہرہ، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کی وجہ تسمیہ

برصغیر ہند و پاک میں اردو زبان میں کئی سال قبل چہاردہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں ایک اچھی کاوش منصۂ شہود پر لائی گئی جس کا میں بچپن سے پُر جوش قاری رہا ہوں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ اس کے مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔ مذکورہ کتاب کو دیکھتے ہوئے ہمیشہ میرے پیش نظر یہ منصوبہ رہا کہ کیوں نہ اسی حوالے سے ایک مختصر لیکن دلچسپ پیشکش قوم کی نذر کی جائے۔ اس سلسلے میں حق تعالیٰ اور چہاردہ معصومینؑ نے بھرپور رہنمائی فرمائی جس کے نتیجے میں میں اس قابل ہوا کہ یہ کاوش آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

جہاں تک اس کی وجہ تسمیہ کا تعلق ہے قرآن مجید نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو والشمس کہہ کر خطاب کیا ہے اور جب ہم حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی زیارت پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں **السلام علیک یا شمس الشموس** (سورجوں کے سورج) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح حدیث موجود ہے کہ ﴿**اولنا محمد، اوسطنا محمد و آخرنا محمد**﴾ ہمارا پہلا بھی محمدؐ، وسطی بھی محمدؐ اور آخری بھی محمدؐ ہے۔ ہم سب کے سب محمدؐ ہیں۔ اگر ایک سورجوں کا سورج ہے تو سب سورجوں کے سورج ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ شاہ اسماعیل دیوبندی نے اپنی کتاب منصب امامت میں

امام جعفر صادق علیہ السلام کو پیشوائے عالم اور رہنمائے بنی آدم جیسے عظیم القاب سے یاد کیا ہے۔

اس کے علاوہ چونکہ اس کتاب میں شہنشاہِ وفا جناب غازی عباس علمدار علیہ السلام کا تذکرہ شریف بھی موجود ہے لہٰذا کتاب کے نام میں آپؑ کے لقب کا اضافہ کیا گیا۔

خداوند تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ بحق و بوسیلہ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہماری اس خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

(ادارہ)

نور الانوار

چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سوانح حیات کا

تاریخی خاکہ

مترجم: سید کفایت حسین بیراں شہری، مانسہرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ الْمَعْصُوْمِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ سِیَّمَا بَقِیَّۃِ اللّٰہِ فِی الْاَرَضِیْنَ رُوْحِیْ وَ اَرْوَاحُ الْعٰلَمِیْنَ لِتُرَابِ مَقْدَمِہِ الْفِدَاءُ۔

پیش نظر تالیف چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سوانح حیات ہے جو مختصر تاریخ اور ان کی صفات والقابات پر مشتمل ہے۔ نیز اس میں ہر معصوم علیہ السلام سے منسوب چند احادیث، معجزات اور ہر معصومؑ سے متعلق فضائل شامل ہیں۔

امید ہے یہ حقیر کی خدمت خداوند کریم کے دربار میں شرف قبولیت حاصل کرے گی اور آئمہ کرام علیہم السلام کی رضا و خوشنودی کے حصول کا باعث بنے گی۔

اس مجموعے کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے:

(۱) تاریخی جدول۔ (۲) صفات۔ (۳) القاب۔ (۴) احادیث۔ (۵) معجزات اور فضائل۔

اس تالیف کو دو وجوہات کی بنا پر نور الانوار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے:

(۱) سورۂ تغابن آیت ۸: ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ "پس ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے رسولؐ پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا، اور جو کچھ تم انجام دیتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے۔" اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ابا خالد سے اس طرح فرمایا: "اے ابا خالد! یہاں نور سے مراد ہم آل محمدؐ کا قیامت تک آنے والا نور

ہے۔

(۲) نیز زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم آئمہ علیہم السلام کے بارے میں اس طرح کہتے ہیں: ﴿وَ کَلَامُکُمْ نُوْرٌ﴾ "آپ کا کلام نور ہے۔"

ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا، رسولؐ اور آئمہؑ کی معرفت رکھتا ہو۔ کیونکہ معرفت کے بارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: ﴿اَفْضَلُکُمْ اَفْضَلُکُمْ مَعْرِفَۃً﴾ "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی معرفت بلند ہو۔"

اسی بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ﴿لَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مُؤْمِنًا حَتّٰی یَعْرِفَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ الْاَئِمَّۃَ کُلَّھُمْ وَ اِمَامَ زَمَانِہٖ وَ یَرُدَّ اِلَیْہِ وَ یُسَلِّمَ لَہٗ﴾ "اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک خدا، رسولؐ اور تمام آئمہؑ اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی معرفت نہ رکھتا ہو، اور اپنے امور میں امام زمانہ علیہ السلام کی طرف رجوع نہ کرے اور ان کا تابع فرمان نہ ہو۔"

تو اپنے ایک جام پہ نازاں ہے ساقیا
چودہ پلانے والے ہیں پروا ہے مجھ کو کیا

بتلائے دیتا ہوں تجھے مے خانوں کا پتہ
بطحا و کاظمین و خراسان و سامراء

خورشید مدعا مرا برج شرف میں ہے
اک کربلا میں اک مرا ساقی نجف میں ہے

والسلام

سید کفایت حسین بیراں شریف، مانسہرہ، پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلے معصوم
حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مختصر سوانح حیات

نام : محمدؐ

کنیت : ابو القاسم

والدگرامی : عبداللہ

والدۂ ماجدہ : آمنہ

قاتلہ : دو یہودی عورتیں (یہاں پر تاریخ میں اختلاف ہے)

بیٹے اور بیٹیاں : ۳ بیٹے اور ایک بیٹی۔ قاسم، عبداللہ (جن کا لقب طیب و طاہر تھا)، ابراہیم اور فاطمہ الزہراؑ۔

صفات : بشیر، نذیر، شاہد، صابر، منذر، رؤف، رحیم، علیم، متوکل، زاہد، الامر بالمعروف، الناہی عن المنکر، متواضع، فاتح، مشہود، احمد، حامد، محمود، قاسم، ہاشمی، مکی، طٰہٰ، یٰس، مزمل، مدثر، طٰس، مرتضیٰ، حم، متین، صدوق، طیب، مصباح، مبارک، قریشی، خاتم الانبیاء، حبیب، مجیب، صادق، امین، عبداللہ، حق مبین، طاہر، کریم، حکیم، مدینۃ العلم، مدینۃ الحکمۃ، سراج منیر، سراج۔

القاب : خلیل اللہ، نبی اللہ، صفی اللہ، خیرۃ اللہ، نجی اللہ، رحمت اللہ، حبیب اللہ، معدن الوحی والتنزیل، خاتم النبیین، مبلغا عن اللہ، نجیب اللہ، سراج المنیر، نور اللہ، نبی المرسل

آپؐ سے منسوب دس نورانی حدیثیں

۱۔ ﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ: حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ﴾ ۔ "وعدے کو اچھی طرح نبھانا ایمان کی نشانیوں میں سے ہے۔"
(بحار، جلد ۷۸/۱۵۳)

۲۔ مومن کا دوست:۔
﴿اَلْعِلْمُ خَلِيلُ الْمُؤْمِنِ﴾ "علم و دانش مومن کے دوست ہیں۔" (بحار الانوار، جلد ۶۷، ۳۰۶)

۳۔ آنکھ کی عبادت:۔
﴿نَظَرُ الْوَلَدِ إِلَى وَالِدَيْهِ حُبًّا لَهُمَا عِبَادَةٌ﴾ "اولاد کی والدین کی طرف محبت بھری نگاہ عبادت ہے۔" (بحار، جلد ۷۴/۸۰)

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی   عشق محمدؐ بس است و آل محمدؐ

سعدی اگر عاشق بننا چاہتے ہو اور جوان ہو تو صرف محمدؐ و آل محمدؐ کے عاشق بنو۔

۴۔ پستی کی علامت:۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَلْأَكْلُ فِي السُّوقِ دَنَاءَةٌ﴾

"بازار میں کھلے عام کھانا گھٹیا پن کی علامت ہے۔" (بحار الانوار جلد ۲۹۱/۶۲)

۵۔ بیٹھنا عبادت:۔

﴿الجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ انْتِظَارَ الصلوٰةِ عِبَادَةٌ مَالَمْ يُحْدِثْ﴾ "مسجد میں نماز جماعت کے انتظار میں صرف بیٹھنا بھی عبادت ہے بشرطیکہ انسان غیبت کا مرتکب نہ ہو۔

۶۔ صلۂ رحم کی ضرورت:۔

﴿صِلُوا اَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ﴾ "اپنے قرابت داروں سے رابطہ برقرار رکھو اگرچہ سلام کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔" (بحار ج ۷۴، ص ۱۴۰)

۷۔ قرآن کی عظمت:۔

﴿كَفٰى بِالْكِتٰبِ حَجِيْجًا وَخَصِيْمًا﴾ "قرآن مجید اتمام حجت اور ظالموں سے دشمنی کے لیے کافی ہے۔ (بحار جلد ۷۷/ ۳۴۹)

۸۔ جنت کا ثواب:۔

﴿كَفٰى بِالْجَنَّةِ ثَوَابًا﴾ نیکوکاروں کے اجر کے لیے جنت کافی ہے۔ (بحار ج ۷۸/ ۳۹)

۹۔ ﴿كَفٰى بِالنَّارِ عِقَابًا وَوَبَالًا﴾ سزا دینے کے لیے جہنم کی آگ کافی ہے۔ (بحار ج ۷۷/ ۳۳۹)

۱۰۔ آداب ملاقات:۔

﴿اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُقَبِّلْ مَوْضِعَ النُّوْرِ﴾ جب اپنے دینی بھائی سے ملاقات کرو تو اس کی پیشانی کا بوسہ لو۔ (بحار ج ۷/ ۱۰۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ

جابر بن عبد اللہ انصاری رضوان اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن جنگ خندق کے موقع پر دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں جبکہ بھوک کی وجہ سے انہوں نے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا ہے۔ جابر گھر گئے۔ ان کے گھر میں ایک بھیڑ اور تین کلو جو تھے۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے حضرت کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ تم اس طرح کرو کہ اس بھیڑ کو ذبح کر کے ان کے لیے پکاؤ اور ساتھ جو کی روٹیاں بھی۔ بیوی نے کہا: پہلے جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگو اگر وہ اجازت دیں تو میں کھانا تیار کروں۔ جابر "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور التماس کی آج آپ ہمارے ہاں کھانا تناول فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے گھر میں کیا ہے؟ جابر نے کہا: ایک بھیڑ اور تین کلو جو ہیں۔ فرمایا: کیا میں اکیلا آؤں یا جسے چاہوں ساتھ لاؤں؟

اکیلا کہنے کی جرأت نہ کی اور کہہ دیا کہ جسے چاہیں ساتھ لائیں۔ میرا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ مولا علی علیہ السلام کو لائیں گے۔ واپس گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ تو جو کی روٹی تیار کر اور میں بھیڑ کو ذبح کر کے اس کا گوشت دیگ میں پکا رہا ہوں۔ پکانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور بلند آواز سے خندق کے کنارے کھڑے ہو کر پکارا: اے مسلمانو! جابر کی دعوت قبول کرو۔ پس تمام مہاجرین و انصار خندق سے باہر آئے اور جابر کے گھر کی جانب رخ کیا۔ جو بھی گروہ آپ کے نزدیک پہنچا اسے یہی فرماتے کہ جابر کی دعوت قبول کرو۔ اس طرح ایک روایت کے مطابق سات سو اور دوسری روایت کے مطابق

آٹھ سو اور ایک اور روایت کے مطابق ایک ہزار افراد کا اجتماع ہو گیا۔ جابرؓ نے کہا: میں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو بے چینی کے عالم میں گھر کی طرف دوڑ پڑا اور بیوی سے جا کر کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک بڑا گروہ ہمارے گھر کی طرف آرہا ہے۔ بیوی کہنے لگی: کیا تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ہے کہ ہمارے گھر میں کیا ہے؟ کہا: ہاں! میری بیوی مجھ سے زیادہ عقلمند تھی، کہنے لگی: اب تمہارا مسئلہ نہیں حضرت بہتر جانتے ہیں۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ گھر کے باہر بیٹھ جائیں اور خود امیر المومنین علیہ السلام سمیت گھر میں داخل ہو گئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کو لے کر گھر میں وارد ہو گئے جبکہ گھر نسبتاً چھوٹا تھا لیکن جونہی ایک گروہ داخل ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کی طرف اشارہ کرتے تو دیوار پیچھے ہٹ جاتی اور گھر کشادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ گھر میں تمام لوگوں کے سمانے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد حضرتؐ تنور پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ لعاب دہن مبارک تنور میں ڈالا، دیگ کی طرف نگاہ کی اور خاتون خانہ کو کہا کہ تنور سے روٹیاں نکال نکال کر انہیں دیتی جائے۔ اس طرح وہ خاتون تنور سے روٹیاں نکال نکال کر انہیں دیتی جاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے ٹکڑے کر کے پیالے میں ڈالتے جاتے تھے جب پیالہ بھر جاتا تو جابر سے فرماتے کہ اس کے اوپر گوشت کا شوربہ ڈال دے۔ اس طرح اس پیالے کو دس صحابی سیر ہو کر کھاتے۔ اسی طرح دوبارہ پیالہ بھرتے اور صحابیوں کے ایک اور گروہ کو بلا کر پیالے میں کھلاتے حتیٰ کہ تمام صحابہ نے سیر ہو کر کھا لیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آؤ جابر ہم کھائیں۔ میں، علیؑ اور محمدؐ نے

کھا لیا۔ کھانے کے بعد باہر آنے لگے تو دیکھا کہ تنور اور دیگ دونوں اسی حالت پر تھے ان سے ذرا بھی کم نہ ہوا تھا۔ اس طرح مزید چند روز بھی ہم نے وہی کھانا استعمال کیا۔ (منتہی الآمال۔ ج ۱، ص ۴۳)

ماڈل دسترخوان کی خوبیاں

۱۔ حلال ہو۔

۲۔ کھانے والے افراد کی تعداد زیادہ ہو۔

۳۔ شروع میں: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

۴۔ اور آخر میں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ پڑھا جائے۔ [ارشادات نبویؐ (سواطع الصدیہ، ص ۱۲۱)]

دوسرے معصوم

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام
کی سوانح حیات کا جدول

نام	:	علی
کنیت	:	ابوالحسن
والدگرامی	:	ابو طالب
والدۂ ماجدہ	:	فاطمہ
تاریخ ولادت	:	۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل
مقام ولادت	:	خانۂ کعبہ
مقام شہادت	:	مسجد کوفہ کا محراب
تاریخ شہادت	:	۲۱ رمضان المبارک
عمر	:	۶۳ سال
امامت	:	۳۰ سال
اولاد	:	[redacted]
ازواج	:	فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا، امامہ، اسماء، لیلیٰ، ام البنین۔
قاتل	:	عبدالرحمن ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ بذریعہ معاویہ ابن سفیان
شہادت کا سبب	:	عدل وانصاف۔
مقام دفن	:	نجف الاشرف

امیر المومنین علی علیہ السلام کی صفات

عمود الدین، میزان الاعمال، شجرۃ التقویٰ، ابو الائمہ، سیف ذی الجلال، کلمۃ الرحمن، صالح المومنین، یعسوب الدین، غلیل النبوۃ، مقلب الاحوال، سید الوصیین، حبیب اللہ، صفوۃ اللہ، ولی اللہ، حجت اللہ، وجہ اللہ، امام الہدیٰ، علم التقی، الوصی البر التقی النقی الوفی، ابالحسن، ابالحسین، عمود الدین، سید الوصیین، امین رب العالمین، دیان یوم الدین، خیر المومنین، سید الصدیقین، باب العلم، باب الحکمۃ، خازن وحی، کلمۃ الرحمان، میزان الاعمال، مقلب الاحوال، سیف ذی الجلال، ساقی السلسبیل، صالح المومنین، وارث علم النبیین، حاکم یوم الدین، شجرۃ التقویٰ، سامع السر (دلوں کی آوازیں سننے والا)، صراط الواضح، نجم اللائح (چمکتا ہوا ستارہ)۔

تمام ازواج سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی کل اولاد

بیٹے:

(۱)	حسنؑ	(۲)	حسینؑ	(۳)	محمد بن الحنفیہ
(۴)	عمر	(۵)	عباس	(۶)	جعفر
(۷)	عثمان	(۸)	عبداللہ	(۹)	محمد الاصغر
(۱۰)	عبیداللہ	(۱۱)	یحییٰ	(۱۲)	عون
(۱۳)	محسن (جو شکم مادر میں شہید کر دیے گئے)				

بیٹیاں:

(۱)	زینب کبریٰ	(۲)	ام کلثوم	(۳)	رقیہ
(۴)	رملہ	(۵)	نفیسہ	(۶)	زینب الصغریٰ
(۷)	ام ہانی	(۸)	ام الکرام	(۹)	جمانہ

(۱۰) امامہ (۱۱) ام سلمہ (۱۲) میمونہ

(۳) خدیجہ (۴) فاطمہ

حضرت امیر علیہ السلام کے القاب

الامام الزکی، سید السادات، صاحب المعجزات، صراط اللہ المستقیم، النباء العظیم، حلیف المحراب، امیر الجیوش، مقتدوۃ الصادقین، حجۃ الابرار، ساقی اولیاء کن حوض النبی المختارؐ، اسداللہ، مظہر العجائب، فاروق اعظم، صدیق اکبر، وصی الانبیاء، خلیفہ بلافصل، ولی خدا، وصی رسولؐ، امین اللہ، امیر المومنین، امام المتقین، قاتل مرحب و اژدہر وعبدود، فاتح خیبر

امیر المومنین علیہ السلام سے منسوب دس احادیث

۱۔ ﴿لَا مَالَ اَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ﴾ عقل سے زیادہ آمدن والا مال نہیں۔

۲۔ ﴿لَا مِيرَاثَ كَالْأَدَبِ﴾ ادب جیسی کوئی وراثت نہیں۔

۳۔ ﴿لَا وَحْدَةَ أَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ﴾ خودخواہی سے زیادہ خوفناک تنہائی کوئی نہیں۔

۴۔ ﴿لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ﴾ عاقبت اندیشی سے زیادہ عقلمندی کوئی نہیں۔

۵۔ ﴿لَا كَرَمَ كَالتَّقْوَىٰ﴾ تقویٰ سے بڑھ کر بزرگی کوئی نہیں۔

۶۔ ﴿لَا قَرِينَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ﴾ حسن اخلاق سے بہتر کوئی ہم نشین نہیں۔

۷۔ ﴿لَا قَائِدَ كَالتَّوْفِيقِ﴾ توفیق جیسا کوئی رہبر نہیں۔

۸۔ ﴿لَا رِبْحَ كَالثَّوَابِ﴾ خدائی پاداش سے بہتر کوئی نفع نہیں۔

۹۔ ﴿لَا زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ﴾ حرام سے اجتناب سے بہتر کوئی زہد نہیں۔

۱۰۔ ﴿لَا إِيمَانَ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ﴾ حیا و صبر جیسا ایمان کوئی نہیں۔ (نہج البلاغہ سے اقتباس)

﴿علیؑ حبہ جنۃ﴾

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ایک اعجاز

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے کہ منبر کے نزدیک ایک بڑا اژدھا نمودار ہوا۔ یہ اژدھا منبر پر چڑھ کر امیر المومنینؑ کے قریب چلا گیا۔ لوگوں نے اسے بھگانے کی کوشش کی تو آپؑ نے اشارے سے انہیں منع کیا۔ آپ اپنا سر اس کے قریب لے گئے۔ اس نے ایک آواز نکالی اور پیچھے ہٹ گیا۔ مجمع ساکت و حیران تھا۔ امیر المومنینؑ نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور وہ اژدھا ہمہ تن گوش رہا۔ پھر نیچے اترتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ایسا جیسے کہ زمین نے اسے نگل لیا ہو۔

امیر المومنینؑ دوبارہ اپنے خطبے میں مشغول ہو گئے اور جب خطبے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس اژدھا کے متعلق استفسار کیا۔ فرمایا: جن حکام میں سے ایک حاکم تھا۔ کسی مسئلے کے بارے میں شک و شبہ میں پڑ گیا تھا۔ مجھ سے آکر سمجھنے کے بعد دعا دیتا ہوا چلا گیا۔

اس کے علاوہ آپ کے بے شمار معجزات ہیں۔

تیسری معصومہ

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

نام	: فاطمہؑ
لقب	: زہراء
کنیت	: ام الائمہ، ام الابرار، ام المظلوم، ام السبطین، ام الحسن، ام الحسین
والد ماجد	: محمدؐ
والدہ ماجدہ	: خدیجہ
شوہر	: علی
تاریخ ولادت	: ۲۰ جمادی الثانی (۸ سال قبل از ہجرت)
مقام ولادت	: مکہ معظمہ
تاریخ شہادت	: ۳ جمادی الثانی ۱۱ ھ
مقام شہادت	: مدینہ
عمر	: ۱۸ سال ۱ ماہ ۱۰ روز
شوہرداری	: ۹ سال، ۲ ماہ تین دن
اولاد	: تین بیٹے: (امام حسن، امام حسین، محسن (جو شکم میں شہید کردیئے گئے)۔ دو بیٹیاں: زینب، ام کلثوم۔

صفات زہرا سلام اللہ علیہا

الصدیقۃ، الشہیدۃ، المظلومۃ، الزکیہ، المحدثۃ، النقیۃ، التقیۃ، الفاضلۃ، المرضیۃ، الراضیۃ، الحوراء الانسیۃ، مبارکہ، طاہرہ، مطاہرہ۔

حجہ خلقت ہے زہراؑ

عارفوں کی لیلۃ القدر ہے زہراؑ

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے القاب

بتول، مرضیہ، سیدۃ، محدثہ، طاہرہ، مبارکہ، راضیہ، مرضیہ، معصومہ، عذراء، بضعۃ النبوۃ، خیر النساء، ام ابیہا، الحصان، مریم الکبریٰ، الصدیقۃ الکبریٰ اور آسمان پر

نوریہ، سماویہ، حانیہ

حضرت فاطمہ علیہا السلام سے منسوب دس مختصر احادیث

۱۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پسندیدہ کام:۔

﴿قالت علیہا السلام: حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ: تِلَاوَةُ كِتَابِ اللّٰهِ، وَالنَّظَرُ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ، وَالْإِنْفَاقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ فرمایا: مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں: تلاوت قرآن، چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت، خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔ (نہج الحیاۃ، ص ۲۷۱)

۲۔ دین کی تقویت کا راستہ:۔

﴿قالت فاطمہ سلام اللہ علیہا: وَالْحَجَّ تَشْيِيدًا لِلدِّينِ﴾ خداوند تعالیٰ نے حج کو دین کی تقویت کا ذریعہ قرار دیا۔ (نہج الحیاۃ، ص ۲۰۲)

۳۔ زکات کے فوائد:۔

﴿قالت فاطمہ سلام اللہ علیہا: وَالزَّكٰوةَ تَزْكِيَةً لِلنَّفْسِ وَنَمَاءً فِي الرِّزْقِ﴾ زکات کو روزی میں اضافے اور تزکیہ نفس کا ذریعہ قرار دیا۔ (نہج الحیاۃ، ص ۲۰۲)

۴۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خوشی و مسرت:۔

﴿قالت فاطمة سلام الله علیها: فَاَخْبَرَنِی اَنِّی اَوَّلُ اَهْلِهٖ لُحُوْقًا بِهٖ فَضَحِکْتُ﴾ (والد گرامی نے مجھے اطلاع دی) جان لو کہ تم وہ پہلی شخصیت ہو جو مجھ سے جا ملوگی۔ لہٰذا اپنی شہادت کی خبر سن کر میں خوش ہوگئی اور مسکرائی۔ (نہج الحیاۃ ص ۱۰۲)

۵۔ سیاسی خاموشی:۔

﴿قالت فاطمه سلام الله علیها: وَاللّٰهِ لَا اُکَلِّمُكَ بِکَلِمَةٍ مَا حَیِیْتُ﴾ (ابوبکر سے مخاطب ہو کر فرمایا) اللہ کی قسم جب تک زندہ رہوں گی تم سے کوئی کلام نہیں کروں گی۔ (نہج الحیاۃ ص ۱۰۲)

۶۔ شرک سے جہاد کرنے کا طریقہ:۔

﴿قالت فاطمه سلام الله علیها: فَجَعَلَ اللّٰهُ الْاِیْمَانَ تَطْهِیْرًا لَکُمْ مِنَ الشِّرْكِ﴾ خدا وند تعالیٰ نے ایمان کو واجب قرار دیا اور اس کے ذریعے تمہارے دلوں سے شرک کے زنگ کو دھو ڈالا۔ (نہج الحیاۃ ص ۱۰۲)

۷۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رات کی فعالیت:۔

﴿قالت سلام الله علیها: تَکَلَتْنِی جَمِیْعًا اَلْخَیْرُ الرَّحٰی﴾ (یا رسول اللہؐ میرے دونوں ہاتھ چکی پیس پیس کر زخمی ہو گئے ہیں)۔ رات کو میں صبح تک گندم پیسنے میں مشغول رہی ہوں۔ (نہج الحیاۃ ص ۱۰۲)

۸۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا گریہ کس لیے تھا؟

﴿قالت سلام اللّٰه علیها: اَبْکِی لِفِرَاقِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ (بابا! آپؐ کے بعد میرے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا میں اس وجہ سے گریہ نہیں کر رہی ہوں) بلکہ میرے گریہ کی وجہ آپ سے جدائی اور فراق ہمارے رسول

خدا۔ (نہج الحیاۃ ص ۳۳۲)

۹۔ ظلم کے خلاف حضرتؑ کا جہاد:۔

﴿قالت سلام الله علیها: لَا اُصَلِّی عَلٰی اُمَّةٍ نَقَضَتْ عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ اَبِی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه و سلم فی امیر المؤمنین علیه السلام﴾ وہ امت جس نے خدا و رسول کے علیؑ کی ولایت اور رہبری کے متعلق عہد و پیمان کو توڑا اور نظر انداز کیا اسے اس بات کا حق نہیں کہ میری نماز جنازہ پڑھے۔ (نہج الحیاۃ ص ۳۴۱)

۱۰۔ فلسفۂ امامت و فلسفۂ اطاعت از آئمہ علیہم السلام:۔

﴿قالت فاطمه سلام الله علیها: وَاِمَامَتَنَا اَمَانًا لِلْفُرْقَةِ وَطَاعَتَنَا نِظَامًا لِلْمِلَّةِ﴾ خداوند تعالیٰ نے ہماری امامت کو تفرقے کی راہ میں رکاوٹ اور ہماری پیروی کے ذریعے (لوگوں کو) نظام دیا۔ (نہج الحیاۃ ص ۱۰۲)

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا ایک اعجاز

ریاحین الشریعہ میں روایت ہے کہ ایک دفعہ عرب کی معتبر خواتین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ اپنی بیٹی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اجازت دیں تاکہ وہ ہماری شادی کی تقریب میں شریک ہو سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی سے اس بارے میں مشورہ کیا تو بیٹی نے عرض کی: اے میرے والد محترم! یہ خواتین مجھے اس لیے دعوت دینا چاہتی ہیں تاکہ اس طرح وہ میرا مذاق اڑائیں کیونکہ وہ خود اس تقریب میں رنگ برنگے لباس زیب تن کیے ہوں گی اور مختلف اقسام کے زیورات پہنے ہوں گی لیکن میرے پاس ایک چادر اور پرانی قمیض کے سوا

کچھ نہیں۔

اس دوران جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بعد از سلام حق تعالیٰ کا پیغام دیا کہ فاطمہ کے پاس جو لباس ہے اسی میں شادی کی تقریب میں تشریف لے جائیں کیونکہ اس کام میں حکمت ہے۔

جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے والد گرامیؐ سے یہ پیغام سنا تو اسی پرانے لباس کے ساتھ تقریب کی طرف روانہ ہو گئیں۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھی تھیں کہ جبرائیل امینؑ ایک لاکھ جنتی حوروں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں آئے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں جنتی لباس پیش کیا۔ آپؑ خدا کا شکر بجا لائیں۔ اور جب تقریب میں تشریف لے گئیں تو عرب کی عورتیں اس لباس فاخرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔ تمام عورتیں متحیر و مسحور ہو کر آپ کے قدموں پر گر پڑیں اس طرح دلہن تنہا رہ گئی۔ دلہن نے جب یہ شان دیکھی تو اپنے مقام سے نیچے گر پڑی۔ عورتیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگیں اور کہتی تھیں ہماری شادی کی تقریب عزاداری میں بدل گئی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا دامن تھام لیا۔ آپؑ نے دو رکعت نماز پڑھی اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ ابھی یہ دعا ختم نہیں ہوئی کہ دلہن اپنی جگہ سے اٹھی اور آ کر آپ کے پاؤں پر گر پڑی۔ اس نے اسلام کی سچائی اور آپؑ کے والد گرامی کی رسالت کا اقرار کیا اور کفر و بت پرستی سے بیزاری کا اظہار کیا

اس دن دلہن کے گھر میں موجود سات سو افراد نے اسلام قبول کیا اور یہ خبر تمام شہر میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ (ریاحین الشریعہ، ج ۱، ص ۱۴۹)

چوتھے معصوم

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

آپ کی مختصر سوانح حیات

نام	:	حسن علیہ السلام
لقب	:	مجتبیٰ
کنیت	:	ابو محمد
باپ	:	علی علیہ السلام
ماں	:	فاطمہ سلام اللہ علیہا
ولادت	:	۱۵ رمضان المبارک ۳ھ
امامت	:	۱۰ سال
عمر	:	۴۷ سال
شہادت	:	۲۸ صفر ۵۰ھ
قاتلہ	:	جعدہ (آپ کی بیوی) بذریعہ معاویہ بن ابو سفیان
مدفن	:	جنت البقیع
اولاد	:	۸ بیٹے، ۷ بیٹیاں۔
القاب	:	الوقی، الطیب، الرشید، التابع لمرضات اللہ، السید، المبارک، الدلیل ذات اللہ عزوجل، ریحانۃ الرسول، التقی، المجتبیٰ۔

صفات : البر الوفی، القائم الامین، العالم بالتاویل، الھادی المہدی، الطاہر الزکی، التقی النقی، الحق الحقیق، صراط اللہ، الشہید الصدیق، السید الزکی، نور اللہ، حبیب اللہ، صفوۃ اللہ، امین اللہ، صراط اللہ، ناصر دین اللہ، سید الزکی، قائم الامین، ہادی مہدی، شہید الصدیق، حق الحقیق۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے دس نورانی فرمودات

۱۔ ﴿مَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ اِلَّا هُدُوا اِلٰی رُشْدِهِمْ﴾ جو قوم مشورہ کے ذریعے اپنے کام انجام دیتی ہے اسے رشد و کمال نصیب ہوتا ہے۔ (بحار، ج ۷۸/۱۰۵)

۲۔ ﴿اَلْعَارُ اَهْوَنُ مِنَ النَّارِ﴾ عار قبول کرنا جہنم کی آگ کی تپش سے آسان ہے۔ (بحار)

۳۔ ﴿اِذَا اَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرِيْضَةِ فَارْفُضُوْهَا﴾ جب مستحبات واجبات کو نقصان پہنچائیں تو انھیں ترک کر دینا چاہیے۔ (بحار، ج ۷۱/۳۸۷)

۴۔ ﴿مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ السَّفَرِ اِسْتَعَدَّ﴾ طویل سفر (آخرت) کا ذکر کرنا اس سفر کی تیاری کا موجب ہے۔ (بحار، ج ۷۱/۱۸۹)

۵۔ ﴿وَاتَّعِظُوْا بِالْمَوَاعِظِ﴾ وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔ (بحار، ج ۷۸/۲۲)

۶۔ ﴿حُسْنُ الْخُلُقِ يُثَبِّتُ الْمَوَدَّةَ﴾ اچھے اخلاق سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ (بحار)

۷۔ ﴿اَلْاَمَانَةُ تَجْلِبُ الرِّزْقَ﴾ امانت داری روزی میں اضافے کا موجب بنتی ہے۔ (بحار، ج ۷۷/۱۵۱)

۸۔ ﴿رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ خَيْرًا فَغَنِمَ﴾ خداوند تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو

اچھی بات کرے اور مفید واقع ہو۔ (بحار، ج ۲/۱۱۶)

۹۔ ﴿فَضْلُ الْعِلْمِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ﴾ علم دین کی فضیلت عبادت سے زیادہ ہے۔ (بحار، ج ۲/۱۸)

۱۰۔ ﴿اَلْعِبَادَةُ سَبْعَةُ اَجْزَاءٍ فَضْلُهَا طَلَبُ الْحَلَالِ﴾ عبادت کے سات اجزاء ہیں۔ ان میں سب سے بہتر طلب حلال ہے۔ (تحف العقول، ج ۱، ص ۳۷)

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ

قطب راوندیؒ نے کتاب "خرائج" میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس مجمع میں بنو امیہ کا ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ جس نے حضرتؑ کی بے ادبی شروع کر دی۔ حضرت اور حضرت کے والد گرامی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اسے بد دعا دی اور خداوند تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس کی جنس تبدیل کر دی جائے تاکہ وہ عبرت حاصل کرے۔

اس دوران جب اس اموی نوجوان نے اپنے تئیں دیکھا تو مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی اور مونچھوں کے بال گر چکے تھے۔ پھر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے عورت! تو مردوں کی محفل میں کیسے آ گئی۔ امام علیہ السلام جب اٹھ کر محفل سے رخصت ہونے لگے تو یہ بات تمام لوگوں میں پھیل چکی تھی۔ اس نوجوان کی بیوی آہ و زاری کرتی ہوئی حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ امام علیہ السلام کو اس عورت کی رقت آمیز حالت پر رحم آ گیا۔ آپ نے اس نوجوان کے حق میں دعا فرمائی اور اس طرح وہ دوبارہ مرد بن گیا۔ (اثبات الہداۃ، ج ۲، ص ۵۵۷)

پانچویں معصوم
حضرت امام حسین علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

نام	:	حسین علیہ السلام
کنیت	:	ابو عبداللہ
لقب	:	سید الشہداء
والد	:	علی علیہ السلام
والدہ	:	فاطمہ سلام اللہ علیہا
تاریخ ولادت	:	تین شعبان ۴ ھ
مقام ولادت	:	مدینہ منورہ
عمر	:	۵۸ سال
امامت	:	۱۱ سال
شہادت	:	محرم الحرام ۶۱ ھ
مقام شہادت	:	کربلا معلی
قاتل	:	شمر ملعون (بحکم یزید بن معاویہ بن ابو سفیان)
سبب شہادت	:	ضربت شمشیر
اولاد	:	چار بیٹے، دو بیٹیاں۔
صفات	:	ثار اللہ، قتیل اللہ، وتر الموتور، خالصۃ اللہ، السید الکاظم، الصدیق الشہید، العالم، الزاہد، العابد، المجاہد، حجت اللہ، وارث انبیاءؑ، غریب الغرباء، ثار اللہ، سفینۃ النجات، وارث علم الانبیاء، قتیل ابن قتیل، عبد صالح۔
القاب	:	سید الشہداء، والوصی، سید الشباب اہل الجنۃ، الزکی، السید، اہدی نبی رسول اللہؐ، وسبط، الطیب، الرضی، المرضی، التقی، الہادی، الصدیق، المہدی، امام الہدیٰ، سبط الرسول۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی دس نورانی احادیث

۱۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلسَّلامُ قَبْلَ الْکَلامِ﴾ پہلے سلام کرو پھر کلام کرو۔ (بحار ج ۴۶/۷۸)

۲۔ ﴿قال علیہ السلام: یَا هٰذَا کُفَّ عَنِ الْغِیْبَةِ فَاِنَّهَا اِدَامُ کِلَابِ النَّارِ﴾ (کوئی شخص آپ کے سامنے کسی کی غیبت کر رہا تھا فرمایا:) غیبت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ غیبت جہنم کے کتوں کی خوراک ہے۔ (بحار ج ۱۱۷/۷۸)

۳۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلْبَخِیْلُ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ﴾ بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ (بحار ج ۱۲۱/۷۸)

۴۔ ﴿قال علیہ السلام: یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَ ظُلْمَ مَنْ لَا یَجِدُ عَلَیْکَ نَاصِرًا اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ﴾ بیٹے! اس پر ظلم کرنے سے ڈرو جس کا خدا کے سوا کوئی نہ ہو۔

۵۔ ﴿قال علیہ السلام: تَنَافَسُوْا فِی الْمَکَارِمِ﴾ مکارم کے اسباب میں رغبت پیدا کرو۔ (بحار ج ۱۲۱/۷۸)

۶۔ ﴿قال علیہ السلام: وَسَارِعُوْا فِی الْمَغْنَمِ﴾ اچھے کاموں میں ایک

دوسرے پر سبقت کرو۔

۷۔ ﴿قال علیہ السلام: اِنَّ اَجْوَدَ النَّاسِ مَنْ اَعْطٰی مَنْ لَا یَرْجُوْهُ﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اسے عطا کرے جس سے اس کو لینے کی امید نہ ہو۔ (بحار، ج ۷۴/۴۰۰)

۸۔ ﴿قال علیہ السلام: اِنَّ اَعْفَی النَّاسِ مَنْ عَفَیٰ عَنْ قُدْرَةٍ﴾ سب سے زیادہ معاف کرنے والا شخص وہ ہے جو طاقت کے باوجود معاف کرے۔ (بحار، ج ۷۴/۴۰۰)

۹۔ ﴿قال علیہ السلام: وَاعْلَمُوْا اَنَّ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ فَلَا تَمَلُّوا فَتَحُوْرَ نِقَمًا﴾ جان لو کہ اگر لوگ حاجات کے سلسلے میں تمہاری طرف رجوع کرتے ہیں تو اسے غنیمت سمجھو۔ اگر ان سے روگردانی کی تو یہ نعمتیں مصیبت میں تبدیل ہو جائیں گی۔ (بحار، ج ۷۸/۱۲۱)

۱۰۔ ﴿قال علیہ السلام: مَنْ اَحَبَّكَ نَهَاكَ وَمَنْ اَبْغَضَكَ اَغْرَاكَ﴾ تمہارا دوست وہ ہے جو تمہیں (برائیوں) سے روکے اور تمہارا دشمن وہ ہے جو تمہیں (برائیوں) کی طرف مائل کرے۔ (بحار الانوار، ج ۷۵/ص ۱۱۷)

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا معجزہ
آپؑ نے خدا کے حکم سے مردہ زندہ کیا

ابو خالد کابلی نے یحییٰ ام الطویل سے روایت کی ہے۔ کہتا ہے کہ ہم امام حسین علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان حضرت کے پاس آیا اور رونے لگا۔ حضرت نے اس کے رونے کا سبب دریافت کیا۔ نوجوان نے عرض کی: میری والدہ

ابھی ابھی فوت ہوئی ہے۔ اس کے پاس مال و دولت بھی تھی لیکن نہ تو یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں دفن ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں اس نے کوئی وصیت کی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں آیا ہوں تاکہ آپؑ میری مشکل حل فرمائیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: آؤ اس میت کے پاس چلیں۔ راوی کہتا ہے: حضرتؑ اس کے ساتھ اس عورت کے گھر گئے۔ حضرتؑ نے خداوند تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اسے زندہ کرے تاکہ وہ وصیت کر سکے۔ وہ عورت خدا کے حکم سے زندہ ہو گئی اور اٹھ بیٹھی۔ وہ کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے حضرت کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کرنے لگی: فرمائیں اے میرے مولا! حضرتؑ گھر میں داخل ہوئے اور اس کے قریب تشریف فرما ہو کر فرمانے لگے: خدا تجھ پر رحمت کرے وصیت کر۔ عورت: اے فرزند رسولؐ میرے پاس مال دنیا تھا جسے میں نے فلاں جگہ چھپایا ہوا ہے۔ اس کا ایک حصہ آپؑ رکھ لیں اور دو حصے میرے بیٹے کو عطا فرما دیں۔ اگر وہ آپؑ کے دوستوں سے ہے تو اسے یہ مال عطا کر دیں اور اگر مخالفوں سے ہے تو اسے ہرگز نہ دیں کیونکہ آپؑ کے مخالفوں کو ہرگز حق نہیں کہ وہ مومنین کے مال میں تصرف کریں۔ اس کے بعد وہ دوبارہ فوت ہو گئی اور اس کی وصیت کے مطابق امام علیہ السلام نے اس عورت کی نماز جنازہ پڑھی۔

امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ کے چند جملے

خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا اور خداوند متعال کی نعمتوں کا ذکر: یا مولای

اَنْتَ الَّذِیْ مَنَنْتَ	اَنْتَ الَّذِیْ اَنْعَمْتَ
اَنْتَ الَّذِیْ اَحْسَنْتَ	اَنْتَ الَّذِیْ اَجْمَلْتَ
اَنْتَ الَّذِیْ اَكْمَلْتَ	اَنْتَ الَّذِیْ اَفْضَلْتَ
اَنْتَ الَّذِیْ رَزَقْتَ	اَنْتَ الَّذِیْ وَفَّقْتَ

❁ اَنْتَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَ ❁ اَنْتَ الَّذِیْ اَغْنَیْتَ

❁ اَنْتَ الَّذِیْ اَقْنَیْتَ ❁ اَنْتَ الَّذِیْ سَتَرْتَ

خدا کے سامنے اظہار بندگی

یا مولای

❁ انا الذی اسات ❁ انا الذی اخطات

❁ انا الذی جهلت ❁ انا الذی غفلت

❁ انا الذی سهوت ❁ انا الذی اعتمدت

❁ انا الذی تعمدت ❁ انا الذی وعدت

❁ انا الذی اخلفت ❁ انا الذی نکثت

❁ انا الذی اقررت ❁ انا الذی اعترفت

(مفاتیح الجنان، ص ۴۷۴)

ترجمہ:۔

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے بروز عرفہ بوقت عصر میدان عرفات میں کھڑے ہو کر اپنے فرزندوں اور شیعوں کے ساتھ جو دعا اپنی زبان مقدس پر جاری فرمائی، اس کے چند جملے:

اے میرے مولا!

☆ تو نے مجھ پر احسان فرمایا۔

☆ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا

☆ تو نے میرے ساتھ نیکی فرمائی

☆ تو نے مجھے حسن عطا فرمایا

☆ تو نے مجھے کمال عطا فرمایا

☆ تو نے مجھے فضیلت عطا فرمائی

☆ تو نے مجھے رزق عطا فرمایا

☆ تو نے مجھے توفیق عطا فرمائی

☆ تو نے مجھے غنی کر دیا

☆ تو نے مجھے قناعت عطا فرمائی

☆ تو نے میری پردہ پوشی فرمائی

امام عالی مقام علیہ السلام نے روز عرفہ خداوند تبارک وتعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار اس طرح فرمایا:

☆ میں ہوں جس نے برائی کی

☆ میں ہوں جس نے خطا کی

☆ میں ہوں جس نے غفلت برتی

☆ میں ہوں جو چوک گیا

☆ میں ہوں جس نے خود پر اعتماد کیا

☆ میں ہوں جو دانستہ گناہ کا مرتکب ہوا

☆ میں ہوں جس نے وعدہ کیا

☆ میں ہوں جس نے وعدہ خلافی کی

☆ میں ہوں جس نے عہد توڑا

☆ میں ہوں جو (تیری نعمتوں کا) اقرار کرتا ہوں

☆ میں ہوں جو (تیری نعمتوں کا) اعتراف کرتا ہوں

باب الحوائج علمدار حسینیؑ

حضرت سرکار ابو الفضل العباس علیہ السلام

نام : عباسؑ

کنیت : ابو الفضل

تاریخ ولادت : ۴ شعبان ۲۶ھ

مقام ولادت : مدینہ منورہ

عمر : ۳۴

شہادت : ۱۰ محرم ۶۱ھ

سبب شہادت : عمودِ آہنی اور تلوار کے زخم

لقب : باب الحوائج

والد ماجد : علی بن ابی طالب علیہ السلام

والدہ ماجدہ : ام البنین

مدفن : کربلا میں نہر علقمہ کے کنارے

قاتل : یزید بن رقاد و حکیم بن طفیل

اولاد : بیٹے عبید اللہ، فضل، حسن، قاسم اور ایک بیٹی

القاب و کنیتیں:

ابو الفضل، باب الحوائج، قمر بنی ہاشم، عبد صالح، سقائے حرم کربلا۔

رب وفا

شجرہ حسب و نسب: حضرت عباسؑ علمدار حسینیؑ کے والد ماجد امیر المومنین

حضرت علیؑ ابن ابی طالب، دادا شیخ البطحا جناب ابو طالبؑ اور پردادا سید القریش عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ یہ سلسلہ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم تک جا ملتا ہے۔ حضرت عباسؑ علمدار کی مادر گرامی کا نام نامی فاطمہ ہے۔ لیکن شہرت ام البنین (آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے جو کربلائے معلیٰ میں روز عاشور حضرت امام حسینؑ میں شہید ہوئے) سے ہوئی۔ حضرت عباسؑ کی مادر گرامی کا خاندان بھی اپنے اپنے زمانہ کے شجاع و بہادر مشہور تھے۔ آپ کی مادر گرامی کے خاندان کی سیادت و شجاعت کے سامنے اس وقت کے بادشاہوں کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں، عربوں میں ام البنین کے آبا و اجداد سے زیادہ شجاع کوئی گھرانہ نہ تھا۔

فضائل: حضرت ابو الفضل العباس کے فضائل و مناقب کا شمار ممکن ہی نہیں، عباسؑ نام ہے اس گوہر بے مثل کا جس نے خانہ علم و عمل میں دین جہاد و تقویٰ اور مراحل معرفت و ایمان طے کئے تھے، عباسؑ نام ہے اس دُرِ نایاب کا جو اسرار الٰہی کے مرکز و مصدر اور حقیقت کائنات سے باخبر علیؑ کی آغوش میں پروان چڑھا ہو، یہ وہ گھر ہے جس نے افلاک پر برتری، شرف میں اعلیٰ و ارفع، جس میں فرشتے حالت خشوع و خضوع میں نزول، بے سہاروں کی پناہ گاہ، آرزومندوں کی امیدیں وابستہ ہیں، اس گھر کی عزت و شوکت کا کیا کہنا علوی تربیت گاہ کی وجہ سے حضرت عباسؑ اسرار لاہوت سے باخبر تھے اور انوار ملکوت کا مظہر بنے ہوئے تھے۔ حضرت عباسؑ، حضرت امیر المومنینؑ اور حضرات حسنینؑ کے نورانی و حسینی کردار کے اثرات تھے اور دوسری طرف خدا نے بھی آپ کو اپنے خاص عطیات سے نوازا۔

حضرت عباسؑ آغوش شجاعت علیؑ میں پروان چڑھے تھے اور آپ نے دامان

ابوالائمہ کے معصومی کردار سے استفادہ کیا تھا لہذا آغوش اور ماحول کے اثرات نے انہیں عزت نفس، شجاعت و جرات، فراوانی علم اور اخلاق حمیدہ کا مظہر بنا دیا۔ قمر بنی ہاشم آفتاب امامت کی نورانیت میں پروان پا رہے تھے۔ ابوالفضل العباسؑ فضیلتوں کا مرکز و مصدر تھے، درحقیقت امام حسینؑ کی تجلی امامت کا نام عباسؑ ہے۔ حضرت عباس علمدار (والشمس والضحٰہا والقمر اذا تلٰہا) کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ حضرت عباسؑ علمدار کے دہن میں مانند علی حسینؑ کی زبان تھی اور آپؑ کے قلب میں سیدالشہداء کی روح کارفرما تھی، غرضیکہ حضرت عباسؑ امام و ماموم (اطاعت گذار) جیسے ایک قدم کا فرق ہے۔ امام حسینؑ کی ولادت باسعادت ۳ شعبان المعظم اور حضرت عباسؑ علمدار کی ولادت باسعادت ۴ شعبان المعظم کو۔

قمر بنی ہاشم کی توجیہہ: خداوند متعال نے فرزند دلبند علی مرتضٰی کو شجاعت، غیرت، سخاوت، عزت نفس، بزرگی، کرم، رحم دلی اور خوش اخلاقی سے مزین فرمایا یعنی صفات جلال و جمال دونوں کا مرقع تھے۔ آپؑ کی پیشانی سے ایمان کی نورانیت اور سراپے سے علی کی ہیبت نظر آتی تھی، جمال ظاہری و معنوی کی وجہ سے آپؑ کو قمر بنی ہاشم کہا جانے لگا تھا۔ بلکہ آپؑ کے آباؤ اجداد میں بھی مثلاً جناب عبد مناف کو ماہ (چاند) مکہ اور جناب عبداللہؑ کو ماہ حرم کہا جاتا تھا لیکن حضرت عباسؑ علمدار کے جمال نے ہر صاحب جمال کو پس پشت ڈال دیا ہر خاص و عام آپ کے حسن کا ثناء خواں تھا، آپ اپنے حسن میں یوسف تھے۔

روایت میں ہے "عباسؑ دیدہ زیب و جاذب نظر تھے جب آپ اپنے خوبصورت راہوار پر سوار ہوتے تو آپ کے پیر زمین پر خط دیتے تھے لوگ کہتے قمر بنی ہاشم"۔ جب بھی فضیلت و سیادت کا ذکر آئے گا حضرت عباسؑ علمدار اس کی

اصل بنیاد قرار پائیں گے۔

امام زین العابدینؑ کی نظر میں احترام عباسؑ: امام زین العابدینؑ کے سامنے جب آپ کا نام نامی لیا جاتا تو آپ احترام میں کھڑے ہو جاتے۔ آپ بے پناہ علم کے مالک تھے، آئمہ معصومینؑ سے بھی بہت زیادہ روایات آپ کی شان مبارک میں بیان ہوئی ہیں۔

معجزات: جناب ابوالفضل العباسؑ علمدار کے معجزات کو بھی قلمبند کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ حضرت عباسؑ کے معجزات کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ زمانہ بدلتا رہے گا اور نسلیں آتی رہیں گی حضرت عباسؑ کے فیوض و برکات کا سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا۔

دن رات کا مشاہدہ گواہ ہے کہ بوڑھے، جوان، بچے، عورت اور مرد بھی بلا استثناء چوبیس گھنٹوں اس عظیم اسم مبارک کو اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں اور اس کی برکتوں سے بہرہ مند ہوتے رہتے ہیں۔ جدھر سنیئے کوئی مناجات اور دعاؤں میں اس نام کا واسطہ دے رہا ہے، کوئی درد و غم اور مصیبت میں فریاد رسی کے لئے اس کا ورد کر رہا ہے، کوئی آپسی معاملات میں قسم اور عہد و پیمان کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے آپ کا حوالہ دے رہا ہے، کوئی دشمن اور حریفوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اس کی دہائیاں دے رہا ہے، کہیں انسانی اوصاف و کمالات کی منزل معراج کے باب میں اس نام کی تکرار کا سلسلہ جاری ہے، کہیں نظم، قصیدہ و نثر میں فضائل و مصائب کربلا کو بیان کر رہا ہے، بار بار اس نام کی تلاوت کا سبب بن رہی ہے تو کہیں ناقدر شناسی کی دنیا میں عشق و محبت کے حوالے سے اس کا تذکرہ ہے غرضیکہ ہر شب و روز، ہر بزم میں کسی نہ کسی عنوان سے اس مبارک نام کی مالا جپی جا رہی ہے

1 ترکوں کی حکومت جب عراق پر تھی یہ واقعہ اسی زمانے کا ہے کہ ان دنوں نمک کی برآمد پر غیر معمولی ٹیکس لیا جاتا تھا۔ ایک غریب عرب نمک لے کر کسی دوسرے ملک سے عراق آیا چونگی کے افسروں اور سپاہیوں نے اس غریب عرب کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران یہ روضہ ابوالفضل العباس تک باتوں باتوں میں پہنچ گیا۔

عرب نے نمک کو حضرت عباس کی حفاظت میں دے دیا اور سپاہیوں سے کہا کہ اس کو اتار کر دیکھو۔ سپاہیوں نے نمک اونٹوں سے اتارا تو کیا دیکھتے ہیں کہ تھیلوں میں ریت ہی ریت بھری ہے۔ سپاہی یہ دیکھ کر شرمندہ ہوئے اور اس غریب عرب کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے گئے سپاہیوں کے جاتے ہی نمک اصلی شکل میں آ گیا۔ اس واقعہ کی شہر عراق میں کافی شہرت ہوئی اس جگہ پر ابراہیم خلیل اللہ یاد آتے ہیں جن کے لئے ریت صحرا آٹا بن گئی تھی۔ وہ نبی تھے اور یہ علمدار حسینی تھے۔ (کتاب العبد الصالح از مولانا آغا مہدی لکھنوی)

۲- مولانا آغا مہدی لکھنوی نے اپنی کتاب سفینۂ حیات صفحہ ۲۲۴ پر ایک معجزہ تحریر کیا ہے کہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ کا واقعہ ہے کہ کچھ لوگ ایک عرب کو حرم حضرت عباس میں لائے اور کہا کہ تم اب حضرت عباس کی قسم کھا کر کہو کہ تم نے ایک دینار نہیں لیا ہے۔ اس شخص نے قسم کھائی کہ میں نے ایک دینار نہیں لیا۔ اسی ہی وقت ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر پڑا۔ سارے لوگ حیران رہ گئے۔ جھوٹی قسم کھانے کی سزا فوراً مل گئی اور حالت خراب اس شخص کو روضہ مبارک سے نکال دیا گیا۔

۳ جناب اسد ادیب بدایونی ایم اے ماہنامہ "نگار" لکھنؤ کے طویل مقالہ میں تحریر کیا

شہر اکاٹ ضلع کرناٹک دکن میں ایک ساہوکار رہتا تھا۔ اس کا ایک خوبرو

فرزند جوان تھا محرم الحرام کا چاند نکلتے ہی یہ لڑکا عزادار بن جاتا تھا۔ تعزیوں کے ارد گرد طواف کرتا لوگوں نے اس لڑکے کے باپ سے اس کی شکایت کی باپ نے لوگوں کے کہنے سے غصے میں آ کر سخت تنبیہ کی عزاخانوں میں نہ جایا کرے مگر یہ لڑکا نہ مانا اور برابر عزاخانوں میں آ کر زیارت اور ماتم داری کے لئے جاتا رہا۔

آخر باپ نے سزا کے طور پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں قید کر دیا۔ خدا کا کرنا وہاں حضرت عباس علمدار حسینی اپنے اعجاز سے تشریف لائے اور آپ نے اپنے اعجاز سے ساہوکار کے اس لڑکے کا ہاتھ جب آل محمدؐ کے انعام کے طور پر جوڑ دیا اور قید تنہائی سے رہائی بھی دلائی۔ چنانچہ جب اس لڑکے کے باپ نے اپنے اس لڑکے کو دیکھا تو مع خاندان اور بہت سے دوسرے افراد کے ساتھ ایمان لے آئے اور کربلا کی زیارت کو گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔

۴- تقسیم ہند سے پہلے پٹنہ عظیم آباد بہار سے ایک قافلہ بغرض زیارت جناب سیدالشہداء روانہ ہوا۔ ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس تیز رفتار گاڑی سے ایک عورت کی گود سے کھڑکی کے ذریعہ ایک بچہ ڈبے کے باہر گر گیا۔ بچے کا گرنا تھا کہ سارے ڈبے میں ایک کہرام مچ گیا۔ ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں جب اسٹیشن آیا۔ ڈبے سے لوگ قانونی کارروائی کے لئے اترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسٹیشن پر ایک شخص اس بچے کو گود میں لئے ٹہل رہا ہے لوگوں نے اس آدمی کو غور سے دیکھا تو وہ قریب آیا اور بچہ کو دے کر ایک سمت کی طرف چلا گیا۔ (صلواۃ محمدؐ و آل محمدؐ) (کتاب سوانح حیات حضرت عباس از آغا مہدی لکھنوی صفحہ ۲۵۴)

۵ مولانا سید راحت حسین صاحب گوپالپوری ۱۳۳۰ میں پہلے پہل بغرض زیارت عراق گئے زیارت سیدالشہداء سے مشرف ہونے کے بعد وطن واپسی کا

حال ان کی زبان سے سنئے۔

راستہ میں جہاز سمندر کے ایک خوفناک طوفان میں پھنس گیا۔ ہر چہار طرف پانی کا سمندر میں تلاطم بپا ہوا تھا۔ جہاز کے ناخدا نے تمام دریچوں، کھڑکیوں کو بند کرنے کی تاکید کی۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی بھی لمحہ جہاز ڈوب جائے گا۔ ناخدا نے کہا کہ اب اللہ اللہ کرو جن کی زیارت کو تم لوگ گئے تھے ان کو پکارو۔ میں نے ایسا زبردست طوفان زندگی میں نہیں دیکھا۔ یہ طوفانی رات کیسی گزری کچھ بتلایا نہیں جا سکتا۔

مولوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ نوحہ و ماتم یا حسین مظلوم یا ابوالفضل العباس کہہ رہے تھے اور کچھ ماتم کرتے کرتے سو گئے۔ اس سفر میں ہمارے ہم سفر سرکار ناصر الملت کے برادر زادہ حکیم سید ساجد حسین صاحب لکھنوی، محمد میاں اور نواب حشمت علی خان رئیس حیدرآباد دکن بھی تھے۔ صبح کے وقت عرشہ سے نواب حشمت علی خان روتے ہوئے نیچے آئے اور رات کو سوتے میں جو انہوں نے خواب دیکھا تھا اس کو بیان کرنے لگے یہاں پر پہلے ہی سے محمد میاں ملازم خاص سرکار ناصر الملت بھی رو رو کر اپنا خواب بیان کر رہے تھے دونوں کے خواب کا مضمون ایک ہی تھا کہ وقت سحر یہ دیکھا کہ حضرت عباسؑ نیزہ لئے ہوئے سمندر پر گھوڑا دوڑاتے ہوئے تشریف لائے اور جہاز کو اپنے نیزہ سے غرق ہونے سے روک لیا اور فرمایا کہ تم لوگ پریشان نہ ہو غم نہ کرو جہاز اس تلاطم سے بچ گیا۔ یہ خواب سن کر تمام زائرین نے شکرانہ نماز ادا کی مجلس حسینی اس جہاز میں منعقد ہوئی اور جہاز اسی دن صحیح و سالم کراچی کی بندرگاہ سے لگ گیا۔ ہم لوگ جہاز سے اترے دوسرے دن غلام حسین خالقدینا ہال میں سیٹھ نور محمد لال جی ملک التجار کی

صدارت میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس جلسہ میں جناب ابوالخلیل مولوی سید راحت حسین صاحب نے ایک پُراثر ڈیڑھ سفر عراق و کرامات حضرت عباسؑ پر لیکچر دیا۔ جس نے حاضرین کے دلوں پر ایک قیامت برپا کر دی۔ (بحوالہ اخبار نظارہ ابوالفضل العباس نمبر لکھنؤ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۳ جلد ۲۳ کالم ۲)

۶۔ آقا مہدی صاحب لکھنوی اپنی مشہور کتاب المجید الصالح مسمی بہ سوانح حضرت عباسؑ والا ورمیں اعظم گڑھ (یو پی) میں ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ایک درگاہ تھی۔ اسی علاقے کے ایک ہندو کی آنکھ جاتی رہی کچھ عرصہ بعد دوسری آنکھ پر بھی بصارت باقی نہ رہنے کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے عباس بابا کی درگاہ پر لے چلو۔ لوگ اس کو اس درگاہ پر لے آئے۔ اس ہندو نے درگاہ کے دروازے پر بیٹھ کر داد فریاد کی اور یہاں کی خاک اپنی آنکھوں پر لگائی کچھ دیر بعد اس شخص کی آنکھ ٹھیک ہو گئی اور اس نے اعتراف کیا کہ جتنی روشنی دونوں آنکھوں میں تھی اتنی روشنی صرف ایک آنکھ میں ہے۔

حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

عباس کے حروف ابجد ۱۳۳ باب الحسین کے مطابق ہیں۔ اور حضرت کے القاب میں "سقا" (پلانے والا) بھی ہے لہٰذا جو کوئی معرفت، علم، اولاد و ۔۔۔ کا پیاسا ہو اسے ۱۳۳ مرتبہ یہ جملہ کہنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا:

﴿یَا کَاشِفَ الْکَرْبِ عَنْ وَجْهِ الْحُسَیْنِ اِکْشِفْ کَرْبِی بِحَقِّ اَخِیْکَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام﴾

چھٹے معصوم

امام سجاد علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

نام	:	علی
کنیت	:	ابوالحسن
لقب	:	زین العابدین
تاریخ ولادت	:	۵ شعبان ۳۸ھ
مقام ولادت	:	مدینہ منورہ
سبب شہادت	:	زہر
قاتل	:	ہشام
مدفن	:	جنت البقیع کا قبرستان

امام سجاد علیہ السلام کی صفات

الزاہد، الخاشع، المتہجد، البکاء، العدل، العابد، دعائم من الدین، المہدی، الہادی، ارکان من الارض۔

امام سجاد علیہ السلام کے القاب

زین العابدین، سید الساجدین، الامین، الزکی، ذو الثفنات، ابن الخیرتین، السید، زین الصالحین، امام المومنین، سید العابدین۔

امام سجاد علیہ السلام کے نورانی فرمودات سے دس احادیث

۱۔ ﴿قال علیہ السلام: کل عین باکیة یوم القیامة الا ثلاث عیون۔ عین سهرت فی سبیل الله و عین غضت عن محارم الله و عین فاضت من خشیة الله﴾ یوم قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر تین آنکھیں نہیں روئیں گی۔ (۱) وہ جو خدا کے راستے میں جاگتی رہی۔ (۲) وہ جو حرام نظر کرنے سے بچی رہی۔ (۳) وہ جو خوف خدا سے روتی رہی۔ (بحار، ج ۷/ ۱۹۵)

۲۔ ﴿قال علیہ السلام: لا یهلك مؤمن بین ثلاث خصال: شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریك له و شفاعة رسول الله و سعة رحمة الله﴾ اگر مومن میں تین خصلتیں ہوں تو وہ ہلاکت سے بچ جائے گا۔ (۱) خدا کی وحدانیت کی گواہی۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت۔ (۳) خداوند تعالیٰ کی وسیع رحمت۔ (بحار، ج ۷۸/ ۱۶۰)

۳۔ ﴿قال علیہ السلام: خف الله تعالی لقدرته علیك واستح منه لقربه منك﴾ خدا سے اس کی اپنے آپ پر قدرت کی وجہ سے ڈرو اور اس کے نزدیک ہونے کی بنا پر اس سے حیا کرو۔ (بحار، ج ۷۱/ ۳۳۶)

۴۔ ﴿قال علیہ السلام: لِكُلِّ شَيءٍ فَاكِهَةٌ الشَّمْعِ الكلام الحَسَن﴾ ہر چیز کے لیے لذت ہے اور سننے کی لذت اچھا کلام سننے میں ہے۔ (بحار، ج ۷۸/ ۱۶۰)

۵۔ ﴿قال علیہ السلام: الکَرِیْمُ یَبْتَهِجُ بِفَضْلِهِ﴾ مہربان انسان احسان کرکے خوش ہوتا ہے۔ (بحار، ج ۷۸/ ۱۴۲)

۶۔ ﴿قال علیہ السلام: اَللَّئِیمُ یَفْتَخِرُ بِمُلْکِهِ﴾ پست انسان اپنے مال و دولت پر فخر کرتا ہے۔ (بحار، ج ۷۸/ ۱۴۲)

۷۔ ﴿قال علیہ السلام: مَنْ لَمْ یَرَ الدُّنْیَا خَطَرًا اَلْعَظِیمُ﴾ عظیم انسان اس دنیا کو بے وقعت خیال کرتا ہے۔(بحار ج ۷۸ /۱۳۵)

۸۔ ﴿قال علیہ السلام: مَنْ قَنَعَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَہٗ فَھُوَ مِنْ اَغْنَی النَّاسِ﴾ جو کوئی خدا کے دیئے پر قناعت کرے وہ سب سے زیادہ مالدار ہے۔(بحار ج ۷۸ /۱۳۵)

۹۔ ﴿قال علیہ السلام: اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَی اللّٰہِ اَحْسَنُکُمْ عَمَلًا﴾ خداوند تعالیٰ کو سب سے عزیز وہ شخص ہے جس کے اعمال اچھے ہوں۔(بحار ج ۷۳/۱۰۲)

۱۰۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ صِیَانَۃُ الْاِنْسَانِ نَفْسَہٗ﴾ نیکی کی تمام اقسام کا تعلق انسان کے اپنے نفس پر کنٹرول سے ہے۔(بحار ج ۷۵)

امام سجاد علیہ السلام کا ایک اعجاز

زہری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت امام زین العابدین ؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا، آپ کے شیعوں میں سے ایک آپ ؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے اپنے کثیر العیال اور چار سو درہم کا مقروض ہونے کا ذکر کیا۔امام ؑ یہ سن کر رو پڑے۔رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: آدمی اپنے مومن بھائی کو پریشان دیکھے اور اس کی پریشانی دور نہ کر سکے۔جب لوگ اس محفل سے اٹھ کر باہر چلے گئے تو ان میں سے ان منافق نے کہا: یہ عجیب بات ہے کہ کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ آسمان وزمین ان کے تابع ہے اور کبھی تو اپنے کسی مومن بھائی کی دادرسی کرنے سے عاجز نظر آتے ہیں۔

وہ مومن اس بات کو سن کر آزردہ خاطر ہوا اور امام ؑ کی خدمت میں

واپس آیا اور کہا: اے فرزند رسولؐ! ایک شخص نے اس طرح کہا اور مجھ پر یہ بات نہایت گراں گزری ہے۔یہ بات سن کر میں اپنی پریشانی بھول گیا ہوں۔اس بات کا سننا تھا کہ حضرت نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے تمہاری تقدیر بدل دی ہے اور کنیز کو آواز دی: جو کچھ تو نے افطار کے لیے جمع کر رکھا ہے لے آؤ، کنیز دو روٹیاں جو کی جو خشک تھیں، لے آئی۔حضرتؑ نے فرمایا: یہ خشک روٹیاں لے لو کیونکہ ہمارے گھر میں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔لیکن حق تعالیٰ ان کی برکت سے تجھے بہت سا مال و دولت عطا فرمائے گا۔وہ شخص روٹیاں لے کر بازار چلا گیا۔اب اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ان روٹیوں کا کیا کرے؟ راستے میں شیطان اسے وسوسہ کر رہا تھا کہ نہ تو تمہارے بچے ان روٹیوں کو دانتوں سے توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی تیرا اور تیرے بال بچوں کا پیٹ ان سے بھر سکتا ہے اور نہ ہی ان سے قرض ادا ہو سکتا ہے۔ان کو لے کر بازار میں گھوم رہا تھا کہ اس کی نظر ایک مچھلی کی دکان پر پڑی۔وہاں ایک مچھلی پڑی تھی جسے کوئی نہیں خرید رہا تھا۔اس نے دکاندار کو روٹی دے کر کہا: یہ روٹی لے لو اور مجھے مچھلی دے دو۔دکاندار نے بخوشی قبول کر لی۔ابھی وہ چند قدم چلا تھا کہ ایک دوسری دکان پر اس نے تھوڑا سا نمک جو مٹی کے ساتھ مخلوط تھا دیکھا جسے کوئی نہیں خرید رہا تھا۔اس نے اس دکاندار کو بھی روٹی کی پیشکش کی جو اس نے بخوشی قبول کر لی اور اس طرح تھوڑا سا نمک لے کر وہاں سے چلا بنا۔جب گھر پہنچا تو اس پریشانی میں تھا کہ مچھلی کو پاک صاف کرے۔اتنے میں کسی کے دستک دینے کی آواز آئی۔جب باہر آیا تو دیکھا کہ وہ دونوں دکاندار روٹیاں واپس لے آئے تھے۔کہنے لگے: یہ روٹیاں ہمارے بچوں کے دانتوں سے نہیں توڑی گئیں ہمیں علم نہیں تھا کہ تو پریشانی کی وجہ سے انہیں بازار برائے فروخت لے آیا تھا لہٰذا ہم ان روٹیوں

کو واپس کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے یہ تیرے لیے حلال ہیں اور مچھلی وغیرہ ہم نے تجھے بخش دیا۔ چونکہ اس کے بچے ان روٹیوں کو نہیں توڑ سکتے تھے لہٰذا سب گھر والے مچھلی پکانے میں لگ گئے۔ جونہی مچھلی کا پیٹ چاک کیا۔ اس سے دو دانے موتی برآمد ہوئے جو خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ابھی وہ شخص اس سوچ میں ڈوبا تھا کہ انہیں کہاں بیچے؟ کہ دستے میں امام زین العابدین علیہ السلام کا قاصد آیا اس نے پیغام دیا کہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں: چونکہ خداوند تعالیٰ نے تجھے افلاس سے نجات دے کر تیری پریشانی دور کر دی ہے لہٰذا ان دو روٹیوں کو ہمیں واپس لوٹا دو، کیونکہ انہیں ہمارے علاوہ کوئی نہیں کھا سکتا۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ان روٹیوں سے افطار فرمایا۔

مومن نے ان موتیوں کو بازار لے جا کر نہایت مہنگے داموں فروخت کیا جس سے وہ مالدار ہو گیا۔ جب منافقوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے آپس میں چہ مہ گوئیاں کیں۔ دیکھو! ان کی باتوں میں کس قدر تضاد ہے؟ پہلے تو اپنے مومن کی غربت دور کرنے پر قادر نہیں تھے۔ اب اسے مالدار کر دیا۔ جب امام علیہ السلام نے یہ بات سنی تو فرمایا: یہ لوگ تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی الزام لگاتے اور کہتے تھے کہ جو شخص مکہ سے مدینہ کا فاصلہ بارہ دنوں میں طے کرتا ہے کیسے ایک رات میں بیت المقدس پہنچ جاتا ہے؟ شاید انہیں خدا اور اس کے اولیاء کے کاموں کا علم نہیں؟ ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ بَلِّغْ بِاِيْمَانِيْ اَكْمَلَ الْاِيْمَانِ وَ اجْعَلْ يَقِيْنِيْ اَفْضَلَ الْيَقِيْنِ﴾ خداوندا! محمد و آل محمد پر درود بھیج اور میرے ایمان کو کامل ترین ایمان بنا دے اور میرے یقین کو بہترین یقین قرار دے۔ (صحیفہ علویہ، دعا نمبر ۲۰، دعائے مکارم الاخلاق)

ساتویں معصوم

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
کی مختصر سوانح حیات

نام : محمد

کنیت : ابوجعفر

والد گرامی : علی ابن الحسینؑ

والدہ ماجدہ : فاطمہ بنت الحسنؑ

تاریخ ولادت : یکم رجب المرجب ۵۷ھ

عمر : ۵۷ سال

تاریخ شہادت : ۷ ذوالحجہ ۱۱۴ھ

قتل کا سبب : زہر

قاتل : ہشام بن عبدالملک

القاب : باقر، شاکر، ہادی، باقر العلوم الاولین والآخرین

صفت : امین الخیرتین

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات

۱۔ ایک شخص نے اپنے بالوں کی سفیدی کا شکوہ کیا تو آپ نے دست شفقت پھیر دیا تو اس کے سارے بال سیاہ ہو گئے۔

۲۔ ابوبصیر آپ کے نابینا صحابی تھے۔ انہوں نے بصارت کی درخواست کی تو

آپ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر بینا بنا دیا۔

۳۔ ایک کوئی نے کہا آپ کے پاس فرشتے آتے ہیں جو دوست و دشمن کا پتہ دیتے ہیں۔ فرمایا: تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے کہا: گندم فروشی۔ فرمایا: غلط ہے۔ اس نے کہا: کبھی کبھی جو بھی بیچتا ہوں۔ فرمایا: یہ بھی غلط ہے تو صرف کھجور کا کاروبار کرتا ہے۔ اس نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا: اسی فرشتے نے بتایا ہے جو دوست اور دشمن کا پتہ دیتا ہے۔ اور دیکھو تو تین دن کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

۴۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ اگلے سال یہاں مدینہ پر نافع بن ازرق حملہ کرے گا اور تم لوگ دفاع نہ کر سکو گے اور ایسا ہو کر رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپؑ کی علمی خصوصیات

ہر امام کی طرح آپ علم لدنی کے مالک اور منصوص من اللہ تھے۔ ہشام کی قید سے رہا ہو کر مدینہ جا رہے تھے کہ راستے میں مجمع کثیر دکھائی دیا۔ آپؑ مجمع کی طرف بڑھے اور حالات دریافت کئے۔ لوگوں نے کہا کہ آج عالم نصاریٰ کی زیارت کا دن ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ راہب گرجے سے برآمد ہوا اور حضرت کو دیکھ کر پوچھنے لگا: آپ کا تعلق کس امت سے ہے؟ فرمایا: امت مرحومہ سے۔ کہا: اس کے علماء سے ہیں یا جہلاء سے۔ فرمایا: میں جاہل نہیں ہوں۔ کہا: کیا کوئی سوال پوچھنے آئے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ تو پھر میں سوال کر سکتا ہوں۔ فرمایا: بے شک۔

اس نے کہا: شب و روز میں ایسا کون سا وقت ہے جس کا شمار ساعات دنیا میں نہیں؟ فرمایا: وہ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقفہ ہے جس کا شمار

دن و رات دونوں میں ہوتا ہے۔ یہ جنت کا وقت ہے جس وقت بیمار کو سکون ملتا ہے۔ رات بھر کے جاگے کو نیند آ جاتی ہے اور اہل آخرت میں ذوق بندگی بیدار ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ حضرات کا عقیدہ ہے کہ جنت کی غذاؤں کے استعمال پر پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہوگی تو کیا دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے؟ فرمایا کہ بچہ شکم مادر میں غذا کھاتا ہے اور ان ضروریات سے بے نیاز رہتا ہے۔ پھر دریافت کیا کہ جنت کی نعمتیں استعمال سے کم نہ ہوں گی۔ اس کی کوئی مثال ہے؟ فرمایا: ایک چراغ سے لاکھوں چراغ جل جاتے ہیں اور روشنی میں کمی نہیں آتی۔ پوچھا: وہ دو اشخاص کون ہیں جو ایک ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ساتھ مرے۔ لیکن ایک کی عمر ۵۰ سال اور دوسرے کی ۱۵۰ سال تھی۔ فرمایا: وہ عزیزؑ و عزیر تھے۔ جن میں عزیر کو خداوند تعالیٰ نے سو سال کے لیے مردہ بنا دیا۔ راہب یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا۔ اور کہا کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسرے کو بولنے کا حق نہیں اور نہ میں اب کسی کے سوال کا جواب دوں گا اور یہ کہہ کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیا۔ (جلاء العیون مجلسی)

ازواج و اولاد	:	شیخ مفیدؒ وغیرہ کے بیان کے مطابق آپ کی سات اولاد تھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اور عبداللہ۔ اور ان دونوں کی والدہ جناب فاطمہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔
ابراہیم اور عبداللہ	:	ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت اسد بن مغیرہ ثقفی تھیں۔
علی، زینب	:	ان دونوں کی والدہ کنیز تھیں۔

ام سلمہ : ان کی والدہ بھی کنیز تھیں۔

بظاہر آپ کی اولاد صرف امام جعفر صادق علیہ السلام سے آگے بڑھی ہے۔

اگر چہ تاریخوں میں عبداللہ کے ایک فرزند اسماعیل کا بھی ذکر ہے جنہیں امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے۔ اور ایک دختر تھیں جنہیں ام خیر کہا جاتا تھا۔ اور علی بن باقر کی ایک صاحبزادی فاطمہ کا ذکر بھی ہے جن سے امام موسیٰ بن جعفر نے عقد فرمایا تھا۔ اور ام سلمہ کے ایک فرزند اسماعیل بن محمد ارقط کا ذکر بھی ہے جنہوں نے ابو السرایا کے ساتھ خروج کیا تھا۔

آپ کے اصحاب میں جابر ابن عبداللہ انصاری کو اس لیے ممتاز مقام حاصل ہے کہ وہ آپ کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سلام کے حامل تھے۔ آپ کے ہمراہ بدر اور دیگر معرکوں میں شریک رہے ہیں۔ ان کے والد بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ دوسری بیعت عقبہ میں جابر خود بھی شریک تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے مخلصین میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ روز اربعین سنہ ۶۱ ہجری امام حسین علیہ السلام کے سب سے پہلے زائر بھی ہیں۔ جن کی زیارت اربعین کا تذکرہ کتب مقاتل و زیارات میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے اصحاب میں ابو بصیر لیث بن البختری المرادی، ابو بصیر عبداللہ بن محمد الاسدی، ابو بصیر یحییٰ بن القاسم، زرارہ بن اعین، محمد بن مسلم ثقفی کوفی اور جابر بن یزید جعفی کو خاص مقام حاصل ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی عظمت کا اعتراف

۱۔ امام محمد باقر عبادت، علم اور زہد میں اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین کی مکمل تصویر تھے۔ (صواعق محرقہ)

۲۔ امام محمد باقر کے فضائل لکھنے کے لیے ایک مکمل کتاب درکار ہے۔ (روضۃ الصفاء)

۳۔ آپ عظیم الشان امام اور مجمع جلال و کمال تھے۔ (فصل الخطاب)

۴۔ امام ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت کا فیض صحبت تھا۔ امام صاحب نے ان کے فرزند رشید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ (سیرۃ النعمان)

۵۔ آپ سے انسانوں کی طرح جنات بھی علمی استفادہ کیا کرتے تھے جیسا کہ راوی نے بارہ افراد کو دیکھ کر حضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ اصل میں جنات ہیں۔ (شواہد النبوۃ)

۶۔ آپ کے علمی تذکرے سارے جگ میں مشہور ہیں اور مالک جہنی نے آپ کی شان میں اشعار بھی کہے ہیں۔ (الاتحاف شبراوی)

۷۔ کسی کے سامنے علماء اتنے چھوٹے دکھائی نہیں دیتے جتنے آپ کے سامنے دکھائی دیتے۔ حد یہ ہے کہ حکم جیسا عالم بھی آپ کے سامنے سپر انداختہ تھا۔ (ارجح المطالب)

۸۔ آپ علامہ دوراں اور سید کبیر الشان تھے۔ علم میں تبحر اور وسیع الاطلاع تھے۔ (وفیات الاعیان)

۹۔ آپ بنی ہاشم کے سردار تھے۔ اور تبحر علمی کی بنا پر باقر کے لقب سے مشہور ہوئے کہ علم کی تہہ تک پہنچ کر اس کے حقائق نکال لیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ذہبی)

۱۰۔ آپ تابعین کے تیسرے طبقہ میں تھے اور بہت بڑے عالم، عابد اور ثقہ تھے۔

(ابن شہاب زہری، امام نسائی)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حکیمانہ اقوال

۱۔ بہترین امتزاج یہ ہے کہ علم کو حلم کے ساتھ ملا دیا جائے۔

۲۔ مکمل کمال دین میں فقاہت، مصائب پر صبر اور معیشت کی تقدیر یعنی آمد و خرچ کے توازن کا حساب رکھنا ہے۔

۳۔ بیس سال کی ہمراہی قرابت کا درجہ پیدا کر لیتی ہے۔

۴۔ تین چیزیں دنیا و آخرت کے مکارم میں ہیں: ظلم کرنے والے کو معاف کر دینا۔ قطع تعلقات کرنے والوں سے صلۂ رحمی کرنا اور جاہلوں کی جہالت کو برداشت کرنا۔

۵۔ جو خود اپنے نفس کو نصیحت نہ کر سکے اسے دوسروں کی موعظہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

۶۔ جس عالم کے علم سے فائدہ اٹھایا جائے وہ ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

۷۔ عالم کو صدقہ دینا سات ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔

۸۔ صبح سویرے صدقہ دینا شیطان کے شر کو دور کرتا ہے اور سلطان کے شر سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

۹۔ حیا اور ایمان دونوں ایک ہی رشتہ کے گوہر ہیں۔ ایک رخصت ہو جاتا ہے تو دوسرا بھی اسی کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

۱۰۔ تواضع یہ ہے کہ محفل میں اپنے مرتبہ سے کم تر جگہ پر بیٹھے۔ جو سامنے آئے اسے سلام کرے اور حق بجانب ہونے کے باوجود بحث و مباحثہ نہ کرے۔

آٹھویں امام
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
کی مختصر سوانح حیات

نام	:	جعفر
کنیت	:	ابو عبد اللہ، ابو اسماعیل، ابو موسیٰ، ابو العباس
القاب	:	صابر، فاضل، صادق، طاہر، قائم، کامل، منجی، باقی، فاطر
تاریخ ولادت	:	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ
تاریخ شہادت	:	۱۵ شوال ۱۴۸ھ
عمر	:	۶۵ سال
سببِ شہادت	:	زہر
قاتل	:	منصور دوانقی

اولاد و ازواج

شیخ مفید علیہ الرحمہ کے بیان کے مطابق آپ کی اولاد دس تھی۔ اسماعیل، عبد اللہ، ام فروہ:۔ ان تینوں کی والدہ جناب فاطمہ بنت حسین بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب تھیں۔

اسحاق، محمد، امام موسیٰ کاظم:۔ ان حضرات کی والدہ حمیدہ مصفاۃ تھیں۔ جنہیں رب العالمین نے تمام عیوب سے پاک و پاکیزہ رکھا تھا۔

عباس، علی، اسماء، فاطمہ:۔ ان سب کی والدہ الگ الگ اور کنیزیں تھیں جنہیں ان کی والدہ بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

اصحاب

امام جعفر صادق علیہ السلام کے مدرسہ تربیت کے طلاب کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ اور اس میں بڑے بڑے آئمہ امت کے نام بھی شامل ہیں۔ لیکن وہ اصحاب جنھوں نے امام سے باقاعدہ کسب فیض کیا اور آخر دم تک جادۂ حق پر قائم رہے۔ ان کی تعداد یقیناً اس سے کم ہے۔ اگرچہ یہ تعداد بھی بہت بڑی ہے اور اس میں بعض نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان قابل ذکر افراد میں بھی بعض وہ افراد ہیں جن کا شمار امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں بھی ہوتا ہے۔ بلکہ وہ انہی کے اصحاب میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور بعض کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں کیا جاتا ہے اس لیے ذیل میں صرف دوسری قسم کے چند نمائندہ اسمائے گرامی کا ذکر کیا جا رہا ہے: آبان بن تغلب کوفی، اسحاق بن عمار صیرفی کوفی، برید بن معاویہ العجلی الکندی، ابو حمزہ الثمالی، حریز بن عبداللہ سجستانی، زرارہ بن اعین، صفوان بن مہران جمال اسدی کوفی، عبداللہ بن ابی یعفور، فضیل بن یسار البصری، فیض بن المختار الکوفی، لیث بن البختری و محمد بن علی بن نعمان الکوفی وغیرہم۔

اقوال حکیمانہ

۱۔ ہمیشہ ان لوگوں پر نگاہ رکھو جو دولت و طاقت میں تم سے کم ہوں اور انھیں مت دیکھو جو تم سے بالاتر ہوں کہ اس طرح قناعت بھی پیدا ہوتی ہے اور بارگاہ احدیت سے اضافہ کا استحقاق بھی پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ یاد رکھو یقین کے ساتھ تھوڑا عمل بھی بے یقینی کے عالم میں کثیر عمل سے افضل ہے۔

۳۔ جب بلاؤں پر بلاؤں کا اضافہ ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بلاؤں سے عافیت نصیب ہوگی۔ یہ قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (تنگی کے ساتھ سہولت بھی ہے)۔

۴۔ ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ اپنا زادِ راہ آخرت خود مہیا کرو۔ اپنا سامان پہلے سے خود روانہ کرو اور اپنے وصی خود بنو۔ خبردار! اپنی ضروریات کے بارے میں دوسروں پر یہ اعتماد نہ کرنا کہ وہ مرنے کے بعد روانہ کر دیں گے۔

۵۔ احتیاط میں سلامتی اور جلد بازی میں شرمندگی ہے۔

۶۔ ابلیس کے پاس غصہ اور عورت سے زیادہ طاقتور کوئی لشکر نہیں۔

۷۔ مروت کے معنی یہ ہیں کہ خدا تمھیں وہاں نہ دیکھے جس جگہ منع کیا ہے اور وہاں سے غائب نہ پائے جس جگہ دیکھنا چاہتا ہے۔

۸۔ جب دنیا کسی کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسی کے حساب میں ڈال دیتی ہے اور جب منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی خوبیاں بھی دوسروں کے حساب میں ڈال دیتی ہے۔

۹۔ عبداللہ بن جندب کو نصیحت فرمائی کہ رات میں سونا کم کرو اور دن میں باتیں کم کرو۔

۱۰۔ جو شخص معمولی ذلت کے مقابلہ میں داد و فریاد شروع کر دیتا ہے وہ آخر کار بڑی ذلت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا امتیاز

۱۔ آپ کی تاریخ ولادت اور اسلام کے پہلے صادق (نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تاریخ ایک ہی ہے یعنی ۱۷ ربیع الاول۔ اس دن روزہ رکھنے کا بے

حد ثواب ہے۔

۲۔ آپؑ کی والدہ جناب ام فروہ تھیں جو قاسم بن محمد بن ابی بکر کی صاحبزادی تھیں اور جن کے بارے میں خود امام صادقؑ کا بیان ہے کہ ان کا شمار ان افراد میں ہوتا تھا جو صاحبانِ ایمان، نیک کردار اور پرہیزگار تھے اور جن سے اللہ نے محبت کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ کی تربیت جناب قاسم کی آغوش میں ہوئی۔ جن کا شمار مدینہ کے عظیم فقہاء میں ہوتا تھا اور ان کی پرورش اس محمد کی آغوش میں ہوئی جن کے بارے میں امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا اگرچہ یہ ابوبکر کے صلب سے ہیں لیکن درحقیقت میرے فرزند کہلائے جانے کے قابل ہیں اور یہی وجہ تھی کہ حاکم شام نے انھیں گدھے کی کھال میں بند کر کے زندہ جلوا دیا تھا۔

۳۔ جعفر کے معنی وسیع نہر کے ہیں اس سے مراد آپ کے علوم وکمالات سے ایک عالم کا سیراب ہونا ہے اور اس کے علاوہ یہ جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔

۴۔ آپ کے بارے میں آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ شکم اقدس میں برابر ماں سے کلام کرتے تھے اور ولادت کے بعد بھی سب سے پہلے زبان مبارک پر کلمۂ شہادتین جاری فرمایا۔

۵۔ آپ کی انگشتری کا نقش (اَللّٰہُ ولی و عصمتی من خلقہ۔ اللّٰہ خالق کل شی۔ انت ثقتی من الناس۔ ماشاء اللّٰہ لا قوۃ الا باللّٰہ استغفر اللّٰہ) (باختلاف روایات)۔

۶۔ آپ کا شاگرد جابر بن حیان علم کیمیا کا بانی کہلایا۔

۷۔ علم جفر وفال آپ ہی سے منسوب ہے۔

۸۔ جابر بن حیان نے امام جعفر صادقؑ کے پانچ سو رسائل کو جمع کر کے ہزار صفحہ کی ایک کتاب تالیف کی تھی۔ (دائرۃ المعارف القرآن الرابع عشر علامہ فرید وجدی)

۹۔ ابو حنیفہ، محمد بن الحسن آپ کے شاگرد، ابو یزید طیفور آپ کے سقا اور ابراہیم بن ادھم اور مالک بن دینار جیسے افراد آپ کے غلام تھے۔

۱۰۔ استادِ اعظم جابر بن حیان بن عبداللہ کوفہ میں پیدا ہوا۔ اوائل عمر میں طبیعات کی تعلیم اچھی طرح حاصل کر لی اور امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ کے فیضِ صحبت سے خود امام ہو گیا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ہسٹری)

۱۱۔ تمام آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اصحاب کی مجموعی تعداد تقریباً ساڑھے چار ہزار ہے جس میں سے چار ہزار صرف امام صادقؑ کے اصحاب ہیں جن کا ذکر کتابوں میں موجود ہے اور اس طرح اصحاب آئمہ میں مصنفین کی تعداد تقریباً تیرہ سو ہے جن میں سے اکثریت امام صادقؑ کے اصحاب کی ہے آپ کے چار سو اصحاب نے چار سو اصول تیار کئے تھے جن کو بعد میں جوامع حدیث میں یکجا کر دیا گیا اور پھر ایک ایک صحابی نے متعدد کتب تالیف کی ہیں۔ مثال کے طور پر فضل بن شاذان نے ۱۸۰ کتابیں تالیف کی ہیں اور یہ اوائل اسلام کے قریب کتابوں کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو اصحاب آئمہ نے جمع کیا ہے۔ جس کی مثال کسی فرقہ یا مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

مصنفین کے علاوہ حافظین احادیث میں جناب جابر جعفی کو ستر ہزار احادیث حفظ تھیں۔ ابان بن تغلب کوفی کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں۔ اور اسی طرح

دیگر اصحاب کا یہ عالم تھا کہ ان کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ چار افراد نہ ہوتے تو میرے باپ کی فقہ ختم ہو جاتی۔

مکتب دیوبند کے جید عالم شاہ اسماعیل نے اپنی کتاب "منصب امامت" میں یوں رقم کیا ہے: "امام جعفر صادق پیشوائے عالم اور رہنمائے بنی آدم ہیں۔"

آپؑ کی کرامات

۱۔ یونس بن ظبیان سے آپؑ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کے خزانے ہمارے اختیار میں ہیں اور یہ کہہ کر ایک ٹھوکر ماری اور زمین سے سونے سے بھرا ہوا ایک ڈبہ نکال دیا۔ یونس نے کہا: ان اختیارات کے باوجود چاہنے والے پریشان رہتے ہیں۔ فرمایا: ان کے لیے یہ دنیا نہیں ہے جنت ہے۔

۲۔ ابوبصیر حمام کی طرف غسل کے لیے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک جماعت کو دیکھا جو حضرت کی زیارت کے لیے جا رہی تھی۔ سوچا کہ پہلے زیارت کر لیں اس کے بعد غسل کریں گے جیسے ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ نبی اور امام کے گھر میں ایسی حالت میں نہیں جانا چاہیے (غسل، آداب زیارت میں شامل ہے)۔

۳۔ ۱۱۳ھ میں آپ حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے تو دیکھنے والے نے دیکھا کہ آپ کوہ ابوقبیس پر بیٹھے ہوئے بارگاہ احدیت میں محو مناجات ہیں یا حی یا حی، یا رحیم یا رحیم، یا ارحم الراحمین اور یہ سب کہنے کے بعد عرض مدعا کیا کہ خدایا! مجھے کھانے کے لیے انگور چاہیے اور لباس کے لیے ایک چادر درکار ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک انگور کی ٹوکری اور ایک چادر کا نزول ہوا۔ انگور کھانے میں مجھے بھی شامل کر لیا۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے زندگی میں ایسے انگور کبھی نہ کھائے تھے۔ اس کے بعد آپ مقام سعی کی طرف بڑھے تو چادر ایک سائل کو عطا کر دی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ صاحب کرامت بزرگ کون ہیں؟ تو اس نے کہا: یہ حضرت جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام ہیں۔
(کشف الغمہ۔ مطالب السئول)

۴۔ شواہد النبوۃ میں ذکر ہے کہ آپ نے معجزۂ ابراہیم کا عملی مظاہرہ کیا۔ طاؤس، باز، غراب اور کبوتر کو ذبح کر کے پہلے منتشر کر دیا اور پھر آواز دے کر انھیں یکجا کر دیا۔ اس طرح آپ نے واضح فرمایا کہ ہم ابراہیم خلیل علیہ السلام کے وارث ہیں۔

۵۔ ایک شخص نے حج پر جاتے ہوئے حضرت کو دس ہزار درہم دیئے کہ میری واپسی تک میرے لیے ایک مکان کا بندوبست کر دیجئے گا۔ آپ نے واپسی پر اسے بتایا کہ میں نے جنت میں انتظام کر دیا ہے اور حدود اربعہ لکھ کر دے دیا۔ اس نے اس پرچہ کو قبر میں رکھنے کی وصیت کر دی۔ مرنے کے بعد دوسرے دن وہی پرچہ قبر پر پایا گیا۔ جس میں دوسری طرف لکھا تھا کہ حضرت جعفر بن محمدؑ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا ہے۔

۶۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ حکیم ابن عیاش کلبی آپ کی ہجو کرتا ہے اور اس نے اپنے اشعار میں زید شہید کو بُرا بھلا کہا ہے اور عثمان کو حضرت علی علیہ السلام سے بہتر قرار دیا ہے۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ خدایا! اس پر کسی جانور کو مسلط کر دے۔ چنانچہ ایک شیر نے اس کا خاتمہ کر دیا اور حضرت نے خبر پاتے ہی سجدۂ شکر ادا فرمایا کہ خدا نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا۔

نویں معصوم
حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام
کی مختصر سوانح حیات

نام : موسیٰ

کنیت : ابوالحسن، ابوعلی، ابو ابراہیم، ابو اسماعیل

القاب : کاظم، صابر، صالح، امین

صفات : باب الحوائج، عبد صالح، عالم، فقیہ

والد گرامی : امام جعفر صادق علیہ السلام

والدہ محترمہ : حمیدہ خاتون

تاریخ ولادت : ۷ صفر ۱۲۸ھ

مقام ولادت : ابواء

تاریخ شہادت : ۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ

مقام دفن : کاظمین شریفین

سبب شہادت : زہر

قاتل : سندی بن شاہک (بحکم ہارون الرشید)

ازواج و اولاد

بقول شیخ مفیدؒ آپ کی اولاد کی تعداد ۳۷ ہے۔ ۱۸ بیٹے اور ۱۹ لڑکیاں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت علی بن موسیٰ الرضا، ابراہیم، عباس، قاسم، اسماعیل، جعفر، ہارون، حسن، احمد، محمد، حمزہ، عبداللہ، اسحاق، عبیداللہ، زید، حسین،

فضل، سلیمان، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، رقیہ، حلیمہ، ام ابیہا، رقیہ صغریٰ، کلثوم، ام جعفر، لبابہ، زینب، خدیجہ، آمنہ، حسنہ، بریہ، عباسہ، ام سلمہ، میمونہ، ام کلثوم۔

واضح رہے کہ سید شریف رضیؒ اور سید شریف مرتضیٰ جو علم الہدیٰ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں اور اپنے دور کے بہترین متکلم اور مناظر تھے، بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کی قبریں بھی کاظمین ہی میں ہیں۔ تہران میں حضرت حمزہ کا مزار مرجع الخلائق ہے۔ شیراز میں شاہ چراغ سید احمد جنہوں نے راہ خدا میں ایک ہزار غلام آزاد کئے تھے بھی آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔

آپ کی صاحبزادیوں میں فاطمہ جنہیں معصومہ قم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کا رتبہ بہت بلند ہے۔ آپ ۲۰۱ھ میں مدینہ سے قم تشریف لائی تھیں۔

معجزات

۱۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ علی بن یقطین نے میرے ذریعہ سوالات روانہ کئے۔ میں نے حضرت کو لفافہ پیش کر دیا۔ آپ نے اسے کھولے بغیر آستین میں سے ایک خط نکال کر دیا۔ اور فرمایا: اسے علی بن یقطین کو دے دینا اور کہنا کہ یہ تمہارے سوالات کے جوابات ہیں۔ (شواہد النبوۃ)

۲۔ ابو حمزہ بطائنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حج کے سفر کے دوران ایک شیر نظر آ گیا اور اس نے حضرت کے پاس آ کر کچھ کہا اور آپ نے اسی کی زبان میں جواب دے دیا تو چلا گیا۔ میں نے اس کرامت کا راز دریافت کیا تو فرمایا کہ اس کی شیرنی کو کوئی تکلیف تھی۔ اس نے دعا کی التماس کی تھی تو میں نے دعا کر دی اور وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔ (تذکرۃ المعصومینؑ)

۳۔ ایک شخص نے ایک صحابی کے ہمراہ سو دینار روانہ کئے۔ اس نے مدینہ پہنچ کر

سوچا کہ انھیں پاک کرلیا جائے۔ پاک کرنے کے بعد گنے تو ایک کم تھا۔ اس نے ایک دینار اپنے پاس سے ملا دیا۔ اور تھیلی حضرت کی خدمت میں پیش کر دی۔ تو آپؑ نے فرمایا: اسے انڈیل دو۔ اس نے انڈیل دیا تو آپؑ نے اس کا دینار یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ صاحب مال نے وزن کے اعتبار سے بھیجے تھے اور عدد میں ان کی تعداد ننانوے ہی تھی۔ لہٰذا تمھیں اپنے پاس سے ملانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (شواہد النبوۃ)

عبادت

۱۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید خانہ کی زندگی میں اس بات پر شکر خداوندی بجالاتے تھے کہ عبادت کے لیے بہترین ماحول نصیب ہوا ہے اور اسی بات پر حکومت وقت کے اوسان خطا ہو جاتے تھے کہ بدترین حالات میں بھی ان کے ذہن میں اضطراب اور پریشانی کی کیفیت نہیں ہے۔ آپ نماز صبح میں سر سجدہ میں رکھتے تھے تو ظہر کے وقت سر اٹھاتے تھے۔ آپ کو روایات میں حلیف السجدۃ الطویلۃ کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ خود ہارون الرشید نے یہ شان عبادت دیکھ کر داروغۂ زندان سے کہا تھا کہ یہ بندۂ خدا اس قید کا حق دار نہیں ہے لیکن کیا کیا جائے کہ اسے قیدی بنائے بغیر حکومت نہیں چل سکتی۔

آپ علیہ السلام کے ارشادات

۱۔ ایک شخص نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہ ہو سکے۔ عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ایمان! جو سب سے بلند ترین اور شریف ترین عمل و کردار ہے۔ عرض کی: ایمان قول و عمل دونوں کا ضامن ہے یا صرف قول بلا عمل کا؟ فرمایا:

ایمان کل کا کل عمل ہے۔ قول تو اس کا جزو ہے۔ جس کی وضاحت کتاب عزیز نے خود ہی کر دی ہے۔ عرض کی: ذرا کچھ اور وضاحت فرمائیں کہ ہم لوگ سمجھ سکیں۔ فرمایا کہ ایمان کے درجات و حالات و طبقات و منازل ہیں۔ ایمان انتہائی کامل بھی ہوتا ہے۔ انتہائی ناقص بھی اور نسبتاً کامل بھی۔ عرض کی: کیا ایمان میں زائد و ناقص ہوتا ہے؟ فرمایا: بے شک! عرض کی: کس طرح؟ فرمایا: اللہ نے ایمان کو انسان کے اعضاء و جوارح پر تقسیم کر دیا ہے اور ہر عضو کو ایمان کی ایک ذمہ داری سپرد کی ہے۔ کچھ ذمہ داریاں دل کی ہیں۔ جن کا خلاصہ سمجھنا اور تعقل کرنا ہے۔ وہ جسم کا امیر و رئیس ہے اس کی رائے کے بغیر کوئی عضو حرکت نہیں کر سکتا۔ اور کچھ ذمہ داریاں ہاتھوں، پاؤں، کانوں، آنکھوں اور شرمگاہوں کی ہیں۔ ان سب کے فرائض جدا جدا ہیں۔ مثال کے طور پر دل کا فرض یہ ہے کہ اقرار، معرفت، تصدیق، تسلیم و رضا و عقیدہ سے کام لے اور یہ سمجھے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کا کوئی فرزند و ہمسر نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ وغیرہ ــــــــــ (اصول کافی، ج ۲، ص ۳۸)

۲۔ فرمایا: علم کی تین قسمیں ہیں: آیت محکمہ، فریضۂ عادلہ اور سنت قائمہ اور اس کے علاوہ سب فضل ہے، علم نہیں۔ حقیقی علم یہ ہے کہ انسان چار باتوں کی اطلاع پیدا کرے: (۱) خدا کی معرفت حاصل کرے۔ (۲) یہ پہچانے کہ اس نے انسان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ (۳) یہ دریافت کرے کہ وہ بندے سے کیا چاہتا ہے۔ (۴) یہ معلوم کرے کہ کون سی چیزیں انسان کو دین سے خارج کر دیتی ہیں۔

۳۔ علم دین حاصل کرو کہ یہ بصیرت کی کلید، عبادت کی تکمیل، بلند منزلوں کا ذریعہ اور اعلیٰ مراتب دنیا و آخرت کا وسیلہ ہے۔ عابد کے مقابلے میں عالم کا وہی مرتبہ ہے جو ستاروں کے مقابلہ میں آفتاب کا ہے۔ جو علم دین حاصل نہ کرے خدا اس کے کسی عمل سے راضی نہ ہوگا۔ عالم سے چٹائی پر گفتگو کی جاہل سے فرش مخمل پر بات کرنے سے بہتر ہے۔

۴۔ علماء رسولوں کے امانت دار ہیں۔ جب تک دنیاداری میں داخل نہ ہوں۔ یہی میرے جد بزرگوار کا بھی ارشاد ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: فرزند رسولؐ! آخر دنیاداری میں داخل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا سلاطین کی پیروی کہ ایسا کرنے والے علماء سے احتیاط کرنا بہرحال ضروری ہے۔

۵۔ سستی کرنے سے منع فرمایا کہ اس سے دنیا و آخرت دونوں کا نصیب برباد ہو جاتا ہے۔ سستی کرنے والا مُردوں کے حکم میں ہوتا ہے کہ اس کے پاس کوئی فکر اور تدبیر نہیں ہوتی۔

۶۔ جس کے پاس کوئی برادر مومن مدد مانگنے کے لیے آئے اور وہ باوجود قدرت کے اسے رد کر دے تو گویا اس نے ولایت الٰہی کے رشتے کو منقطع کر دیا ہے اس لیے کہ پروردگار نے قضاءِ حوائج مومنین کا حکم دیا ہے۔ اور مومن کا مدد مانگنے کے لیے آنا درحقیقت رحمت پروردگار ہے۔ انسان نے اس کے مدعا کو پورا کیا تو گویا ہمارے رشتہ کا خیال رکھا اور وہی رشتہ پروردگار کا ہے۔ اور مومن کو رد کر دیا تو پروردگار اس کے اوپر آگ کے سانپ مسلط کر دے گا جو قبر میں اسے اذیت پہنچاتے رہیں گے۔

۷۔ روئے زمین پر ایسے بندگانِ خدا موجود ہیں جو لوگوں کی حاجت براری کرتے

رہتے ہیں۔ یہی لوگ روز قیامت کے ہول سے محفوظ رہیں گے اور جو بھی کسی مومن کو خوش کرے پروردگار روز قیامت اس کے دل کو خوش کر دے گا۔ (وسائل الشیعہ باب الامر بالمعروف)

۸۔ جو شخص محاسبہ نفس نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

۹۔ نیکیاں زیادہ بھی ہوں تو انہیں زیادہ نہ سمجھو اور برائیاں کم بھی ہوں تو انہیں کم نہ سمجھو۔ اور تنہائیوں میں خدا سے ڈرتے رہو تا کہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کر سکو۔

۱۰۔ والدین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرو تا کہ جنت تک پہنچ سکو اور بُرا برتاؤ نہ کرو کہ جہنم تک محدود ہو کر رہ جاؤ۔

۱۱۔ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا شکر ہے۔ اور اس کا ترک کر دینا کفرانِ نعمت ہے۔ نعمتوں کا سلسلہ شکر سے ملا دو اور اپنے اموال کا تحفظ زکوٰۃ کے ذریعہ کرو۔ بلاؤں کو دعاؤں کے ذریعے رد کرو اور یاد رکھو کہ دعا رد بلا کے لیے ایک سپر ہے۔

دسویں معصوم

حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام
کی مختصر سوانح حیات

نام	:	علی
کنیت	:	ابو الحسن
لقب	:	رضا
والد گرامی	:	امام کاظم علیہ السلام
والدہ محترمہ	:	نجمہ
تاریخ ولادت	:	۱۱ ذی القعدہ ۱۴۸ھ
مقام ولادت	:	مدینہ
امامت	:	۲۰ سال
عمر	:	۵۵ سال
تاریخ شہادت	:	آخر ماہ صفر ۲۰۳ھ
قاتل	:	مامون لعنۃ اللہ علیہ
مدفن	:	مشہد مقدس ایران
اولاد	:	ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔

آٹھویں امامؑ کی صفات

الحجۃ علی الناس، عالم آل محمد، القائم بامر اللہ، شاہد علی عباد اللہ، ناصر الدین اللہ، داعیا الی سبیل اللہ، العروۃ الوثقیٰ، امام الہدیٰ، داعیا الی سبیل اللہ، الولی المرشد، الامام

الہادی، علام الروف، انیس النفوس، شمس الشموس۔

آٹھویں امامؑ کے القاب

الرضا، الصابر، التقی، الوفی، الرضی، الصادق، قرۃ اعین المومنین، الفاضل، بعدانہ (وطن سے دور رہ جانے والا)، القبلۃ السابع (ساتواں قبلہ)، غیظ الملحدین، الوصی، غریب الغربا۔

آٹھویں امامؑ کی زندگی سے دس عملی اخلاقی درس

۱۔ شیخ صدوق نے ابراہیم بن العباس سے روایت کی کہ اس نے کبھی نہیں دیکھا کہ امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اپنی گفتگو کے ذریعے کسی کو تکلیف پہنچائی ہو۔

۲۔ حضرت کبھی بھی کسی کے کلام کو قطع نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی بات کر رہا ہوتا تو اس کی بات کے اختتام کا انتظار فرماتے اور اس کے بعد کلام کا آغاز فرماتے۔

۳۔ کسی کی حاجت رد نہیں فرماتے تھے۔

۴۔ ہمیشہ پاؤں سمیٹ کر رونق افروز ہوتے، کبھی کسی کے سامنے پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

۵۔ محفل میں اپنے ہم نشین کے سامنے ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

۶۔ کبھی بھی اپنے غلاموں اور ماتحت افراد کو برا بھلا نہیں کہا۔

۷۔ ہرگز تھوک مبارک کو دور نہیں پھینکتے تھے۔

۸۔ قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے بلکہ صرف تبسم فرماتے۔

۹۔ اکثر راتوں کو پہلے پہر سے لے کر صبح تک خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔

۱۰۔ حضرت بہت زیادہ احسان فرماتے اور صدقہ دیتے تھے۔ آپ اکثر تاریک

راتوں میں صدقات عطا فرماتے تھے۔ (منتہی الآمال)

حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام سے منسوب دس نورانی حدیثیں

۱۔ ﴿قال علی بن موسی الرضا علیہ السلام: صَدِيقُ كُلِّ امْرِءٍ عَقْلُهُ وَعَدُوُّهُ جَهْلُهُ﴾ ہر شخص کا ساتھی اس کی عقل و خرد ہے جبکہ جہالت و نادانی اس کی دشمن ہے۔ (بحار: ۷۸/۳۳۵)

۲۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ﴾ لوگوں سے محبت و دوستی نصف عقل ہے۔

۳۔ ﴿قال علیہ السلام: مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ التَّنَظُّفُ﴾ پاکیزگی پیغمبروں کے اخلاق کا حصہ ہے۔

۴۔ ﴿قال علیہ السلام: عَوْنُكَ لِلضَّعِيفِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ﴾ تمہارا کسی ضعیف کی مدد کرنا صدقے سے افضل ہے۔

۵۔ ﴿قال علیہ السلام: لَيْسَ لِبَخِيلٍ رَاحَةٌ﴾ بخیل انسان کو کبھی راحت و خوشی نصیب نہیں ہوتی۔

۶۔ ﴿قال علیہ السلام: وَلَا لِحَسُودٍ لَذَّةٌ﴾ حاسد ایسے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس کی اسے لذت نہیں ملتی۔ (بحار: ۷۵/۳۳۵)

۷۔ ﴿قال علیہ السلام: وَلَا لِكَذُوبٍ مُرُوَّةٌ﴾ جھوٹ مروت کی آفت ہے۔ (بحار: ۷۵/۳۳۸)

۸۔ ﴿قال علیہ السلام: اِنَّ ذِكْرَ الْمَوْتِ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ﴾ موت کا ذکر افضل عبادت ہے۔

۹۔ ﴿قال علیہ السلام: لَا عَيْشَ اَهْنَأُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ﴾ اچھی زندگی حسن خلق

کے سایہ میں ہے۔

۱۰۔ ﴿قال علیہ السلام: رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا حَبَّبَنَا إِلَى النَّاسِ وَلَمْ يُبَغِّضْنَا إِلَيْهِمْ﴾ خداوند اس شخص پر رحمت کرے جو ہمیں لوگوں کا محبوب بنائے اور اس کی وجہ سے ہم لوگوں کے غضب کا نشانہ نہ بنیں۔ (بحار: ۷۵/۳۴۸)

حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کا اعجاز

آپ کو جب مامون الرشید نے مدینہ سے مرو بلوایا تو راستے میں نیشاپور کے مقام پر آپ نے قیام فرمایا وہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے دیدار کے اشتیاق میں پہنچ چکے تھے۔ جن میں ایک کثیر تعداد مورخین کی تھی۔ بروایتے ۲۴ ہزار محدثین قلم و دوات لے کر آگئے کہ آپ سے حدیث سن کر نقل کریں گے۔ اولاً آپ سے زیارت کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے پردۂ محمل ہٹا دیا۔ آپ کا جلوہ دیکھ کر حاضرین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ زیارت کے بعد حدیث کا تقاضا کیا گیا تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کے حوالے سے رب العالمین کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا کہ ﴿لا الٰه الا الله حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی اما بشرطها و شروطها و انا من شروطها﴾ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس قلعے میں داخل ہو گیا میرے عذاب سے بچ گیا لیکن اس کے ساتھ کچھ شرائط ہیں اور میں ان شرائط میں سے ایک ہوں۔ اس کے بعد آپ نے وہاں کی قریبی بستی میں لوگوں سے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے زمین کھود کر پانی جاری فرمایا جو آج تک جاری ہے اور اس علاقے کا نام قدمگاہ ہے۔ نیشاپور کے لوگ آپ کو مہمان بنانے کے لیے بے چین تھے لیکن آپ نے فرمایا میری سواری اس پر مامور ہے کہ جس کے گھر

کے باہر وہ جا کر ٹھہرے گی میں اسی کا مہمان ہوں گا۔ لہٰذا آپ کی سواری ایک ایسے شخص کے گھر کے باہر جا کر ٹھہری جس نے چند دن پہلے خواب دیکھا کہ امام علیہ السلام اس کے مہمان ہوئے ہیں۔ اس طرح جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی مدینے میں داخل ہونے کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے باہر جا کر ٹھہری تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں مہمان ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ امام علیہ السلام نے جس پہاڑ سے ٹیک لگائی تھی وہ پتھر نرم ہو گیا تھا۔ لوگوں نے وہاں سے پتھر نکال کر ہانڈیاں تراشنا شروع کر دیں۔ جنہیں کھانا پکانے کے لیے متبرک سمجھا جاتا ہے۔ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ کے معجزات اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک ہفتہ قبل کے معجزات لوگ بھول جاتے ہیں اور آپ کے حرم مطہر کی برکت سے جدید معجزات رونما ہو جاتے ہیں۔ آپ کا حرم مطہر مشہد مقدس میں، جس کا قدیمی نام طوس ہے مرجع خلائق ہے اور خانہ خدا (کعبۃ اللہ) کی مانند ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اسی مقام کے بارے میں معصوم کا ارشاد ہے کہ آخری زمانے میں یہاں سے فرشتوں کی ایک فوج آسمان پر چڑھتی اترتی رہے گی۔ یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔

آپ کے حرم پاک کی زیارت کے متعلق خود آپ کا فرمان ہے کہ جو کوئی مجھے امام برحق مانتے ہوئے میری زیارت کرنے آئے گا جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جب آخرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم آئمہ علیہم السلام اپنے زائرین کے ہمراہ عرش پر جلوہ افروز ہوں گے تو ان میں میرے زائرین کا مقام سب سے بلند ہوگا۔ اور انہیں انعام و اکرام بھی زیادہ دیا جائے گا۔ (مفاتیح الجنان، باب زیارت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام)

گیارہویں معصوم
امام محمد تقی الجواد علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

نام	:	محمد
کنیت	:	ابو جعفر
لقب	:	التقی
والد	:	علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام
والدہ	:	خیزران
مقام ولادت	:	مدینہ
زوجہ	:	ام الفضل (مامون الرشید کی بیٹی)
مدت امامت	:	۱۷ سال
سبب شہادت	:	زہر
یوم شہادت	:	آخر ذی القعدہ
مدفن	:	کاظمین شریفین
مدت عمر	:	۲۵ سال
اولاد	:	۲ بیٹے (۱) علی۔ (۲) موسیٰ مبرقع۔
		۲ بیٹیاں: (۱) فاطمہ۔ (۲) امامہ۔

نویں امام (ع) کی صفات

﴿قال الرضا (ع) - هذا المولود الذی لم یولد فی الاسلام اعظم برکة منه﴾ حضرت امام رضا (ع) نے فرمایا: یہ ایک ایسا بچہ ہے کہ اسلام میں اس سے قبل ایسی عظمت والا بچہ پیدا نہیں ہوا۔

السلام علیك یا

❁ نجی اللّٰه	❁ الولی
❁ الامام الوصی	❁ الرضی الزکی
❁ علی البر التقی	❁ سفیر اللّٰه
❁ سر اللّٰه	❁ حبیب اللّٰه
❁ کلمة اللّٰه	❁ رحمة اللّٰه

حضرت امام جواد (ع) کے القابات

العالم، القانع، المنتجب، الرضی، المرتضی، المختار، المتوکل، الزکی، التقی، الجواد۔

حضرت امام جواد (ع) کے نورانی ارشادات سے ماخوذ دس احادیث

۱۔ ﴿قال (ع): اُوْصِیكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّ فِیهَا السَّلَامَةَ مِنَ التَّلَفِ وَ الْغَنِیمَةَ فِی الْمُنْقَلَبِ﴾ میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں تحقیق تقویٰ تلف ہونے اور ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ، سلامتی کا باعث اور قیامت کے دن غنیمت کا موجب ہے۔ (بحار ۷۵/۳۵۸)

۲۔ ﴿قال (ع): تَوَسَّدِ الصَّبْرَ﴾ صبر کا سہارا لو۔

۳۔ ﴿قال (ع): وَارْفُضِ الشَّهَوَاتِ﴾ شہوت رانی کو اپنے آپ سے دور رکھو۔ (بحار ۷۵/۳۵۸)

۴۔ ﴿قال (ع): خَالِفِ الْهَوٰى﴾ نفسانی خواہشات کی مخالفت کرو۔

۵۔ ﴿قال (ع): وَاعْلَمْ اِنَّكَ لَنْ تَخْلُوَ مِنْ عَیْنِ اللّٰهِ فَانْظُرْ کَیْفَ تَکُوْنُ﴾ جان لو کہ کبھی بھی خداوند تعالیٰ کی نظر سے چھپ نہیں سکتے۔ لہٰذا دیکھو کہ تمہارا چال چلن کیسا ہے؟ (اپنا خیال رکھو)۔

۶۔ ﴿قال (ع): اَلثِّقَةُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ثَمَنٌ لِکُلِّ غَالٍ وَ سُلَّمٌ اِلٰى کُلِّ عَالٍ﴾ خدا پر ایمان سب سے بڑی دولت اور ہر عظیم و عالی منزل کی جانب سیڑھی اور راستہ ہے۔

۷۔ ﴿قال (ع): عِزُّ الْمُؤْمِنِ فِی غِنَاهُ عَنِ النَّاسِ﴾ مومن کی عزت لوگوں سے اس کی بے نیازی ہے۔

۸۔ ﴿قال (ع): اَلتَّحَفُّظُ عَلٰى قَدْرِ الْخَوْفِ﴾ انسان کو خدا سے خوف کی مقدار کے برابر اپنے آپ کو خطاؤں سے بچانا اور پرہیز کرنا چاہیے۔

۹۔ ﴿قال (ع): اِیَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الشَّرِیْرِ فَاِنَّهُ کَالسَّیْفِ یَحْسُنُ مَنْظَرُهُ وَ یَقْبُحُ اَثَرُهُ﴾ برے لوگوں اور غیر صالح دوستوں کی دوستی سے دور رہو۔ وہ تلوار کی مانند بظاہر خوبصورت ہوں گے لیکن ان کے اثرات برے ہوں گے۔

۱۰۔ ﴿قال (ع): المؤمن یحتاج الی ثلاث خصال:
تَوْفِیقٍ مِنَ اللّٰهِ وَ وَاعِظٍ مِنْ نَفْسِهِ وَ قَبُوْلٍ مِمَّنْ یَنْصَحُهُ﴾
توفیق الٰہی، اپنے آپ کو وعظ کرے اور دوسرے کی نصیحت قبول کرے۔ (بحار ۷۵/۳۵۸)

حضرت امام جواد (ع) کا ایک اعجاز

امام محمد تقی علیہ السلام کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ راستے میں کھڑے بچوں کا کھیل دیکھ رہے تھے کہ کس طرح سماج کے بچے بے تربیت ہونے کی بنا پر اپنا وقت کھیل کود میں ضائع کر رہے ہیں اور کس طرح سلاطین زمانہ امت کی تعلیم و تربیت سے غافل ہو گئے ہیں کہ اچانک بادشاہ کی سواری آگئی اور بچے بھاگ گئے کہ حکومت نے انہیں صرف شاہی آداب اور سلطنتی احترام کی تربیت دی تھی، کھیل کود کے بارے میں انہیں کوئی تربیت نہیں دی گئی تھی۔

امام جواد علیہ السلام کا طرز عمل بچوں سے قطعاً مختلف رہا۔ جب وہ سب کھیل رہے تھے تو آپ دیکھ رہے تھے اور جب وہ سب بھاگ گئے تو آپ اپنی جگہ پر کھڑے رہے یہاں تک کہ سواری قریب آگئی تو مامون الرشید نے اس جرأت پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کہ تم نے راستہ کیوں نہیں چھوڑا؟ آپ نے فرمایا: نہ راستہ تنگ تھا اور نہ میں گنہ گار تھا، بھاگنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟ صرف ایک ہی امکان تھا کہ تو ایسا ظالم ہو کہ بلا سبب بھی سزا دیتا ہو اور یہ میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اس نے مزید حیرت کا اظہار کیا اور آگے بڑھ گیا۔ واپسی میں ایک مچھلی شکار کر کے لایا اور اسے مٹھی میں دبا کر آپ کا امتحان لیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے نہایت تفصیل کے ساتھ مچھلی کی اصل بیان فرما دی کہ رب العالمین نے آسمان و زمین کے درمیان دریا پیدا کیے ہیں اور ان دریاؤں میں مچھلیاں پیدا کی ہیں۔ اور سلاطین وقت کو شکار کا ذوق دیا ہے اور وہ اپنے بازوں کے ذریعہ ان مچھلیوں کا شکار کر کے خاندان نبوت کا امتحان لیا کرتے ہیں۔

مامون یہ سن کر حیرت زدہ ہو گیا اور پوچھا کہ ذرا اپنا تعارف تو کرایئے! آپ نے فرمایا: میں محمد ابن علی ابن موسیٰ الرضا ہوں۔ اس نے فوراً گلے سے

لگالیا اور اس طرح اپنے فضل و کمال کی بنا پر دربار تک رسائی ہو گئی۔

مامون نے پہلے بھی آپ کے کمالات کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا اور اب تو معلومات کی تصدیق ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے دربار میں آتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ میں اپنی بیٹی ام الفضل کا عقد اس فرزند سے کرنے والا ہوں۔ عباسیوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی کہ کل علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو داماد بنایا تھا اور اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور آج پھر دوبارہ یہ غلطی دہرائی جا رہی ہے۔ لوگوں نے دبے الفاظ میں اعتراض بھی کیا کہ ایسا ہی ارادہ ہے تو پہلے بچے کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں اس کے بعد عقد کریں ورنہ بڑی بدنامی ہو گی کہ خلیفۂ مسلمین نے اپنی اچھی خاصی لڑکی کو ایک کمسن اور ان پڑھ کے حوالے کر دیا۔ اور یہ بات حکومت کے حق میں انتہائی معیوب اور مضر ثابت ہو گی۔ غرضیکہ امام کی علمی حیثیت کو اس زمانے کے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کے ذریعے چیلنج کیا گیا لیکن امام علیہ السلام نے جس طرح اس کے سوال کا جواب عنایت فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے بعد آپ نے بھرے دربار میں یحییٰ بن اکثم سے سوال کیا جس کا جواب وہ نہ دے سکا اور آخر کار خود امام علیہ السلام نے نہایت وضاحت سے جواب ارشاد فرمایا۔

بارھویں امام

امام ہادی علیہ السلام

کی مختصر سوانح حیات

نام	:	علی
کنیت	:	ابوالحسن
لقب	:	نقی
والد محترم	:	محمد تقی علیہ السلام
والدہ محترمہ	:	سمانہ
ولادت	:	۱۵ ذی الحجہ ۲۱۲ھ
مقام ولادت	:	مدینہ
عمر	:	۴۲ سال
امامت	:	۳۳ سال
قاتل	:	متوکل لعنۃ اللہ علیہ
شہادت	:	۳ رجب المرجب ۲۵۴ھ
اولاد	:	۴ بیٹے، ایک بیٹی
مقام دفن	:	سرمن رائی (سامرہ)

دسویں امام کی صفات

الزکی، الراشد، الہادی، النور الثاقب، زین الابرار، حبل اللہ، سر اللہ، سلیل الاخیار، خیرۃ اللہ، آل اللہ، عنصر الاطہار۔

آپؑ کے القابات

النقی، النجیب، المرتضی، العالم، الطیب، الامین، المتوکل، الفقیہ، المؤتمن، العسکری۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ایمان افروز ارشادات سے دس احادیث

۱۔ ﴿قال الہادی علیہ السلام: النَّاسُ فِي الدُّنْيَا بِالْأَمْوَالِ وَفِي الْآخِرَةِ بِالْأَعْمَالِ﴾ لوگ اس دنیا میں مال و دولت اور آخرت میں اعمال و کردار سے متعارف کرائے جائیں گے۔ (بحار، ج۷۵/۳۶۹)

۲۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلْمِرَاءُ يُفْسِدُ الصَّدَاقَةَ الْقَدِيمَةَ﴾ بحث مباحثہ دیرینہ دوستی کے خاتمے کا موجب بنتا ہے۔ (بحار، ج۷۵/۳۶۹)

۳۔ آپؑ نے فرمایا: نادان افراد ہی بیہودہ باتیں کرتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ (بحار، ج۷۵/۳۶۹)

۴۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلسَّهَرُ أَلَذُّ لِلْمَنَامِ﴾ رات کو خدا کے لیے جاگنا، نیند میں لذت اور نشاط پیدا کرتا ہے۔ (بحار، ۷۵/۳۶۹)

۵۔ روزہ۔

﴿قال علیہ السلام: وَالْجُوعُ يَزِيدُ فِي طِيبِ الطَّعَامِ﴾ بھوک (روزہ) کھانے کی لذت میں اضافہ کرتا ہے۔ (بحار، ج۷۵/۳۶۹)

۶۔ ﴿قال علیہ السلام: العتاب مِفتاح الثقال﴾ کسی کو کام کے دوران سرزنش کرنا، کام کے بوجھل ہونے اور سستی کا باعث بنتا ہے۔ (بحار، ج۷۵/۳۶۹)

۷۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلْبُخْلُ اَذَمُّ الاَخلاق﴾ بخل بدترین اخلاق ہے۔(بحار، ج۷۵/۳)

۸۔ ﴿قال الهادی علیہ السلام: اَلْعُجْبُ صارِفٌ عَنْ طَلَبِ الْعِلْمِ داعٍ اِلی المغمط﴾ انا یا خودپرستی علم و دانش کے حصول میں مانع اور دوسروں کو حقیر شمار کرنے کا موجب بنتی ہے۔(بحار، ج۷۵/۳۶۹)

۹۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلْجاهِلُ اَسیرُ لِسانِهِ﴾ بے وقوف انسان زبان کا قیدی ہوتا ہے۔(بحار ج۷۵/۳۶۸)

۱۰۔ ﴿قال علیہ السلام: خَیْرٌ مِنَ الْخَیْرِ فاعِلُهُ وَشَرٌّ مِنَ الشَّرِّ جاعِلُهُ﴾ اچھا کام کرنے والا اچھائی سے بہتر ہے اور برے کاموں کی ترغیب دینے والا برے کام سے برا ہے۔(بحار ج۷۵/۳۷۰)

حضرت امام ہادی علیہ السلام کے دو معجزات

کشف الغمہ میں تحریر ہے کہ عبدالرحمٰن مصری محبان اہل بیتؑ سے نہ تھا۔ ایک مرتبہ اس نے شہر میں اپنی محبت اہل بیتؑ کا اعلان کر دیا تو لوگوں کو حیرت ہوئی اور اس اعلان کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا میں سامرہ گیا ہوا تھا وہاں یہ خبر تھی کہ متوکل نے کسی سید علوی کے قتل کا حکم دے دیا ہے اور وہ عنقریب آنے والا ہے۔ میں اشتیاق دیدار میں سر راہ کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص لایا جا رہا ہے۔ مجھے اس کی شرافت و وجاہت کو دیکھ کر بڑا صدمہ ہوا کہ یہ شخص بے جرم و خطا قتل کیا جا رہا ہے کہ ایک مرتبہ قریب آ کر اس شخص نے کہا کہ عبدالرحمٰن گھبراؤ نہیں میں قتل نہیں ہو سکتا۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ اس شخص کو میرا نام کہاں سے معلوم ہوا

چنانچہ میں انکی امامت کا قائل ہو گیا اور انہوں نے میرے حق میں مال اور اولاد کی دعا فرمائی اور بحمد اللہ آج میں دونوں سے مالا مال ہوں۔

علامہ شیخ عباس قمی رقمطراز ہیں کہ متوکل عباسی کو امام علیہ السلام کے سامنے اپنے اقتدار کی نمائش کا شوق پیدا ہوا تو اس نے میدان میں ایک ٹیلہ تیار کرا کے پوری فوج کو صحرا میں جمع ہونے کا حکم دے دیا اور جب نوے ہزار مسلح سپاہی اکٹھے ہو گئے تو حضرت کو اس بلندی پر لے جا کر اپنی طاقت کا زور دکھلانا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا اقتدار بھی دیکھ لے۔ یہ کہہ کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ تو صحرا میں تا حد نگاہ زمین سے آسمان تک فوجیں ہی فوجیں نظر آ رہی تھیں۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت اسے ہوش میں لائے اور فرمایا: گھبراؤ نہیں ہم اہل بیتؑ اس خداداد طاقت کو اپنی ذات کے لیے استعمال نہیں کرتے اور نہ کبھی ظالموں سے کسی طرح کا انتقام لیتے ہیں۔

تیرہویں معصوم
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

نام	:	حسن
کنیت	:	ابومحمد
القاب	:	عسکری
والدگرامی	:	علی
ماں	:	حدیث
ولادت	:	۸ ربیع الثانی ۲۳۲ھ
امامت	:	۶ سال
عمر	:	۲۸ سال
شہادت	:	۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ
قاتل	:	معتمد باللہ (لع)
مقام دفن	:	سامراء

صفاتِ امام حسن عسکری علیہ السلام

ولی المسلم، الناطق بکتاب اللہ، خازن علم وصی رسول اللہ، امام القائمین، عصمت المتقین، فرج الملھوفین، رکن الموحدین، الداعی بحکم اللہ، ہادی الامم بحجۃ الحکم۔

القابِ امام حسن عسکری علیہ السلام

الزکی، الہادی، الصامت، ابن الرضا، النقی، الرفیق، العسکری، والد الخلف المنتظر، السراج، الخالص۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی دس نورانی احادیث

۱۔ ﴿قال العسکری علیہ السلام: لا تمار فیذهب بهائك﴾ لوگوں سے بے جا بحث مت کرو کہ تمہاری آبرو ختم ہو جائے گی۔ (بحار ۷۵/ ۳۷۰)

۲۔ ﴿قال علیہ السلام: لا تمازح فیجترأ علیك﴾ اور زیادہ مذاق نہ کرو کہ لوگوں کو تم سے بات کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی۔ (بحار ۷۵/ ۳۷۰)

۳۔ ﴿قال علیہ السلام: من رضی بدون الشرف من المجلس لم یزل اللہ و ملائکته یصلون علیه حتی یقوم﴾ جو کوئی کسی مجلس میں نچلی جگہ پر بیٹھتا ہے خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر اس مجلس سے اٹھنے تک سلام بھیجتے ہیں۔ (بحار ۷۵/ ۳۷۰)

۴۔ ﴿قال علیہ السلام: مِنَ التَّوَاضُعِ السَّلَامُ عَلٰی کُلِّ مَنْ تَمُرُّ بِهٖ وَ الْجُلُوسُ دُوْنَ الشَّرَفِ الْمَجْلِسِ﴾ تواضع کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ جس شخص کے پاس سے گزرو اسے سلام کرو اور کسی مجلس میں جاؤ تو بلند ترین جگہ تلاش کرنے کی بجائے اس سے کمتر جگہ پر بیٹھنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ (بحار ۷۵/ ۳۷۲)

۵۔ ﴿قال علیہ السلام: من الجهلِ الضِّحكُ مِنْ غَیْرِ عُجْبٍ﴾ بے وقوفی کی علامتوں میں سے ایک بے موقع و محل ہنسی بھی ہے۔ (بحار ۷۵/ ۳۷۲)

۶۔ ﴿قال علیہ السلام - حُبُّ الْأَبْرَارِ لِلْأَبْرَارِ ثَوَابٌ لِلْأَبْرَارِ﴾ نیک لوگوں سے

محبت اگر ان کی خوبیوں کی وجہ سے ہو تو اجر و ثواب کا موجب ہے۔ (بحار ۷۵/۳۷۲)

۷۔ ﴿قال علیہ السلام: حُبُّ الْفُجَّارِ لِلْأَبْرَارِ فَضِيلَةٌ لِلْأَبْرَارِ﴾ برے لوگوں سے نیک لوگوں کی وجہ سے دوستی کرنا، نیک لوگوں کے لیے فضیلت ہے۔ (بحار ۷۵/۳۷۲)

۸۔ ﴿قال علیہ السلام: بُغْضُ الْفُجَّارِ لِلْأَبْرَارِ زَيْنٌ لِلْأَبْرَارِ﴾ برے لوگوں سے نیک لوگوں کی وجہ سے دشمنی کرنا، نیک لوگوں کے لیے زینت ہے۔ (بحار ۷۵/۳۷۲)

۹۔ ﴿قال علیہ السلام: اَلْمُؤْمِنُ بَرَكَةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَحُجَّةٌ عَلَى الْكَافِرِ﴾ مومن، مومن کے لیے باعث برکت اور کافر پر حجت ہے۔ (بحار ۷۵/۳۷۲)

۱۰۔ ﴿قال علیہ السلام: مَنْ وَعَظَ اَخَاهُ سِرًّا فَقَدْ زَانَهُ﴾ جو کوئی اپنے بھائی کو علیحدگی میں نصیحت کرے گویا اس نے اسے زینت بخش دی۔ (بحار ۷۵/۳۷۲)

السلام علیک یا امام المومنین و وارث المرسلین

امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات سے اقتباس

(۱) جعفر ابن شریف جرجانی کا بیان ہے کہ میں حج بیت اللہ کے بعد حضرت کی خدمت میں سامرہ حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ اہل جرجان آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ کبھی ان چاہنے والوں کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم ۱۷۰ دن بعد بروز جمعہ ۳ ربیع الثانی کو وطن پہنچو گے اور اسی دن میں بھی پہنچوں گا۔ چنانچہ ایسا ہوا اور جعفر کے اعلان کے تھوڑی دیر بعد بلا وہم و گمان حضرت کا نزول اجلال ہو گیا اور امامت کی معرفت اور کرامت دونوں کا ایک وقت اظہار ہو گیا۔ بلکہ ایک شخص نضر بن جابر نے اپنے نابینا فرزند کی بینائی کے بارے میں دعا کی درخواست کی تو آپ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر اسے بینا بنا دیا اور پھر اسی روز واپس بھی تشریف لے گئے۔ (کشف الغمہ)

(۲) ایک شخص نے آپ کو بغیر روشنائی کے خط لکھا تو آپ نے بھی اسی انداز سے خط کا جواب لکھ دیا اور لکھنے والے کا نام اور ولدیت کا بھی تذکرہ فرما دیا جس کے بعد وہ ایمان لائے بغیر نہ رہ سکا۔ (دمعہ ساکبہ)

(۳) تاریخ اسلام میں ایک نمایاں شخصیت ام غانم کی ہے جسے صاحبۃ الحصاۃ کہا جاتا ہے ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے امامت کا ثبوت طلب کیا کرتی تھیں اور سنگ ریزوں پر مہر لگوا لیا کرتی تھیں۔ اور یہی اس امام کی امامت کا ثبوت ہوا کرتا تھا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور میں ان کا انتقال ہو چکا تھا تو ان کے فرزند مجمع بن الصلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن ام غانم نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو تلاش کرنا شروع کیا کہ ان سے ثبوت امامت حاصل کریں۔ اتفاق سے امام کی نظر اس شخص پر پڑ گئی تو امام نے فرمایا: لاؤ سنگریزے لاؤ تا کہ میں امامت کی مہر لگا دوں۔ مجمع بن الصلت حیران رہ گئے کہ انہیں دل کے حالات کا علم کیسے ہو گیا اور پھر مہر لگوا کر اپنے دل کو مطمئن کر لیا۔

چودھویں معصوم

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مختصر سوانح حیات

نام	:	محمد (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف)
کنیت	:	ابوالقاسم
والد گرامی	:	امام حسن عسکری (ع)
والدہ محترمہ	:	نرجس خاتون
ولادت	:	۱۵ ربیع الثانی ۲۵۵ھ
غیبت صغریٰ	:	۷۰ سال
امامت	:	۵ سال کی عمر سے اب تک
عمر	:	۱۱۶۰ سال تا ۱۴۱۵
غیبت کبریٰ	:	۱۰۹۵ تا سال ۱۴۱۵
مقام ولادت	:	سامراء

حضرت امام مہدی (عج) کی صفات

حجۃ اللہ، معز الاولیاء، مذل الاعداء، بقیۃ اللہ، محی معالم الدین، قاصم شوکۃ المعتدین، ہادم ابنیۃ الشرک والنفاق، صاحب یوم الفتح، ناشر رایۃ الہدیٰ، الطالب بدم المقتول بکربلا، محی الشریعت۔

حضرت امام مہدی (عج) کے القابات

القائم، المنتظر، النجم الثاقب، المہدی، العالم، خاتم الاوصیاء، بقیۃ الانبیاء، حجۃ اللہ، علیۃ اللہ، خاتم الائمہ۔

حضرت امام مہدی (عج) کی دس نورانی احادیث

۱۔ ﴿قال (عج): إنّا غير مهملين لمراعاتكم ولا ناسين لذكركم﴾ ہم ہمیشہ تمہارا خیال رکھتے ہیں اور تمہیں کبھی بھی یاد سے نہیں بھلاتے۔ (بحار ج ۵۳/۱۷۵)

۲۔ ﴿قال (عج): فإنّا يحيط علمنا بأنبائكم ولا يعزب عنّا شيء من أخباركم﴾ ہمارے علم نے تمہارے حالات کا احاطہ کیا ہوا ہے اور تمہارے حالات سے کوئی چیز ہم سے چھپی ہوئی نہیں۔ (بحار ج ۵۳/۱۷۵)

۳۔ ﴿قال (عج): فأغلقوا أبواب السؤال عمّا لا يعنيكم﴾ ان چیزوں کے متعلق زبان بند رکھو جن کے بارے میں سوال کرنے کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو۔ (بحار ج ۵۳/۱۷۶)

۴۔ ﴿قال (عج): وأكثروا الدعاء بتعجيل الفرج فإنّ ذلك فرجكم﴾ میرے ظہور کے لیے زیادہ سے زیادہ دعا کرو کیونکہ یہ تمہارا اپنا ظہور ہے۔ (بحار ج ۵۳/۱۸۱)

۵۔ ﴿قال (عج): طلب المعارف من غير طريقنا أهل البيت مساوق لإنكارنا﴾ ہم اہل بیت کے علاوہ کسی اور وسیلے سے معارف اسلامی کی جستجو کیا ہمیں قبول نہ کرنے اور ہمارا انکار کرنے کے مترادف ہے۔

۶۔ ﴿قال (عج): وأمّا الحوادث الواقعة فارجعوا فيها إلى رواة حديثنا فإنّهم حجّتي عليكم وأنا حجّة الله عليهم﴾ تمہیں جب جنگ و صلح، حلال و حرام کی تشخیص جیسے واقعات کا سامنا ہو تو فقہا یعنی ہماری

احادیث کے راویوں سے رجوع کرو۔ تحقیق وہ ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں ان پر خدا کی طرف سے حجت ہوں۔ (بحار ج ۵۳/۱۸۱)

۷۔ ﴿قال علیہ السلام: وَ اَمّا وَجهُ الاِنتِفاعِ بی فی غَیبَتی فَکَالاِنتِفاعِ بِالشَّمسِ اِذا غَیَّبَهَا عَنِ الاَبصارِ السَّحابُ﴾ زمانہ غیبت میں مخلوق امام سے اس طرح مستفید ہوتی ہے جیسے سورج سے جب کہ وہ بادلوں میں چھپا ہو۔ (بحار ج ۵۳/۱۸۱)

۸۔ ﴿قال علیہ السلام: عَطَفَنا وَ اِیّاکُم مِنَ الفِتَنِ۔۔۔۔ اِلی قَولِه۔۔۔ اِنَّ اللّٰه مَعَنا فَلا فاقَةَ بِنا اِلی غَیرِهِ وَ الحَقُّ مَعَنا فَلَن یُوحِشَنا مَن قَعَدَ عَنّا﴾ خداوند تعالیٰ ہمیں اور تمہیں فتنوں سے بچائے۔ تحقیق خداوند تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں غیر خدا کی ضرورت نہیں اور جو لوگ ہم سے روگرداں ہیں ہمیں خوف و ہراس میں مبتلا نہیں کر سکتے۔ (بحار ج ۵۳/۱۷۸)

۹۔ ﴿قال علیہ السلام: وَ اِنّی لَاَمانٌ لِاَهلِ الاَرضِ کَما اَنَّ النُّجُومَ اَمانٌ لِاَهلِ السَّماءِ﴾ میرا وجود اہل زمین کے لیے (فتنوں سے) اسی طرح حفظ و امان کا باعث ہے جس طرح ستاروں کا وجود آسمانوں کے مکینوں کے لیے باعث امن و امان ہے۔ (بحار ج ۷۳/۱۸۱)

۱۰۔ ﴿قال علیہ السلام: فَلیَعمَل کُلُّ امرِءٍ مِنکُم ما یُقَرِّبُ بِهِ مِن مَحَبَّتِنا﴾ تم میں سے جو کوئی ہماری قربت حاصل کرنا چاہے اسے ایسے اعمال انجام دینا چاہئیں جو ہم سے اسے قریب کر دیں۔ (بحار ج ۷۳)

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف شکل و صورت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عین شبیہ مبارک ہیں

﴿عن الصادق عن آبائه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم المهدی من ولدی اسمه اسمی و کنیة کنیتی اشبه الناس بی خلقا و خُلقا﴾ مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ میرا اسم نام ہم کنیت ہوگا۔ اور شکل و صورت و اخلاق میں عین میری شبیہ ہوگا۔ (بحار ج ۵۱/۷۲)

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خاص نواب

۱۔ ابو عمرو عثمان بن سعید العمری الاسدی: از سال ۲۶۰ھ تا ۲۸۰ھ بمدت ۲۰ سال۔

۲۔ محمد بن عثمان العمری: ۲۸۰ھ تا ۳۰۵ھ بمدت ۲۵ سال۔

۳۔ ابو القاسم حسین بن روح نوبختی: ۳۰۵ھ تا ۳۲۶ھ بمدت ۲۱ سال۔

۴۔ ابو الحسن علی بن محمد سمری: ۳۲۶ھ تا ۳۲۹ھ بمدت ۳ سال۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق چودہ قرآنی آیات

۱۔ ﴿اَطِیعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الاَمرِ مِنکُم﴾ (نساء: آیت ۵۹)

۲۔ ﴿مِن قَبلِ اَن نَطمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلی اَدبارِها﴾ (نساء: آیت ۴۷)

۳۔ ﴿وَ بَعَثنا مِنهُمُ اثنَی عَشَرَ نَقِیبًا﴾ (مائدہ: آیت ۱۲)

۴۔ ﴿فَسَوفَ یَأتِی اللّٰهُ بِقَومٍ یُحِبُّهُم وَ یُحِبُّونَه﴾ (مائدہ: آیت ۵۴)

۵۔ ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اصبِرُوا وَ صابِرُوا وَ رابِطُوا﴾ (آل عمران: آیت ۲۰۰)

۶۔ ﴿حَتّٰی اِذا جاءَتهُمُ السّاعَةُ بَغتَةً﴾ (انعام: آیت ۳۱)

۷۔ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ (انعام: آیت ۱۱۵)

۸۔ ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ (انعام: آیت ۱۵۸)

۹۔ ﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا﴾ (اعراف: آیت ۴۸)

۱۰۔ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ (اعراف: آیت ۱۸۷)

۱۱۔ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ (انفال: آیت ۳۹)

۱۲۔ ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ (توبہ: آیت ۳۳)

۱۳۔ ﴿قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ (یونس: آیت ۲۰)

۱۴۔ ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ﴾ (ابراہیم: آیت ۵)

۱۵۔ ﴿بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (ہود: آیت ۸۶)

وہ پندرہ افراد جو حضرتؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے

(۱) احمد بن اسحاق۔ (۲) سعد بن عبداللہ۔ (۳) اسمٰعیل ہرقلی۔ (۴) سید محمد جبل عاملی۔ (۵) شیخ حر عاملی۔ (۶) مقدس اردبیلی۔ (۷) محمد تقی مجلسی۔ (۸) سید بحر العلوم۔ (۹) علی بن طاؤس۔ (۱۰) علامہ حلی۔ (۱۱) حاج علی بغدادی۔ (۱۲) فضل طبسی۔ (۱۳) میرزا محمد علی قزوینی۔ (۱۴) شیخ مفید۔ (۱۵) ابو القاسم جعفر قولویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت امام مہدیؑ کے متعلق تحریر ہونے والی پندرہ کتب

۱۔ بحار الانوار ج ۵۱، ۵۲، ۵۳۔ : علامہ محمد باقر مجلسی۔

۲۔ دادگستر جہان (دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے والا) : آیت اللہ ابراہیم امینی۔

۳۔ قیام وانقلاب مہدی : شہید مطہری

۴۔ احقاق الحق، ج ۱۳ : آیت اللہ مرعشی نجفیؒ

۵۔ نور الانوار : بروجردی

۶۔ الملاحم والفتن : سید بن طاؤس

۷۔ لسان الانوار : حرندی

۸۔ کشف الاسرار : آیت اللہ حسین نوری

۹۔ منتخب الاثر : آیت اللہ صافی

۱۰۔ در بحر سائل : حکیمی

۱۱۔ مہدی موعود : دوانی

۱۲۔ نجم الثاقب : نوری

۱۳۔ تکمیال المکارم : موسوی اصفہانی

۱۴۔ یوم الخلاص : سلمان کامل

۱۵۔ اکمال الدین : شیخ صدوقؒ

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے معجزات

(۱) شیخ ابن بابویہ اور دوسرے راوی روایت کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکلا میں سے تھے۔ ایک دفعہ سعد بن عبداللہ کو جو حضرت کے اصحاب خاص میں سے تھے، ساتھ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سعد، حضرت سے چند سوالات پوچھنا چاہتے تھے۔ احمد نے داخل ہونے کی اجازت مانگی اور ہم دونوں داخل ہوگئے۔ احمد نے اپنی عبا کے نیچے ایک تھیلا چھپایا

ہوا تھا جس کے اندر سونے اور چاندی کی ایک سو ساٹھ چھوٹی چھوٹی تھیلیاں تھیں جو شیعوں کی طرف سے حضرت کی خدمت میں بھجوائی گئی تھیں۔ جونہی ہم وارد ہوئے دیکھا کہ حضرت کی گود میں حسن و جمال کا پیکر، چودھویں کے چاند کی مانند روشن چہرے والا ایک بچہ بیٹھا ہے جس کے بالوں کے درمیان سے مانگ نکلی ہوئی ہے۔ حضرت کے پاس انار کی شکل میں سونے کا ہار ہے جو خوبصورت نگینوں اور قیمتی جواہرات سے مرصع ہے جو بصرہ کے امراء میں سے کسی نے حضرت کو تحفتاً ارسال کیا ہے اور چونکہ بچہ آپ کی خط و کتابت میں مانع ہو رہا لہٰذا آپ نے اس ہار کو پھینک دیتے ہیں تو بچہ اس کے ساتھ کھیلنے لگ جاتا ہے اس طرح حضرت کتابت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

جونہی احمد نے تھیلا کھولا اور حضرت کے نزدیک پھینکا۔ حضرت نے اس بچے سے مخاطب ہو کر کہا: یہ تحائف آپ کے شیعوں نے آپ کے لیے بھیجے ہیں انہیں کھولو اور استعمال میں لاؤ، وہ بچہ یعنی حضرت صاحب الزمان فرمانے لگے: اے میرے مولا! کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں مال حرام میں اپنا پاکیزہ ہاتھ ڈالوں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند اسحاق! جو کچھ تھیلے میں ہے باہر نکالو۔ تاکہ صاحب الامر علیہ السلام اس میں سے حلال و حرام کو الگ الگ کر دیں۔ پس احمد نے ایک تھیلی باہر نکالی حضرت نے فرمایا: یہ فلاں شخص نے بھیجی ہے جو قم کے فلاں محلے میں رہتا ہے اور اس تھیلی میں باسٹھ اشرفیاں ہیں جس میں سے چالیس (۴۲) اشرفیاں اس نے والد سے میراث میں ملی ہوئی جائیداد کو فروخت کر کے حاصل کی ہیں، چودہ اشرفیاں سات لباس فروخت کر کے حاصل کی ہیں اور تین دینار دکان کے کرائے سے حاصل کیے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: بے شک بیٹے تو نے سچ کہا۔ اب بتاؤ کہ ان میں حرام کون کون سی ہے تاکہ اسے نکال باہر کیا جائے۔ فرمایا: اس میں دو دینار حرام ہیں۔ ان کی نشانی بتائی اور ان کی حرمت کی وجہ بھی بیان فرمائی۔ جب احمد نے تھیلی کو کھولا تو واقعی وہ دو دینار انہی علامتوں کے ساتھ اس تھیلی میں موجود پائے۔ اس طرح اس نے وہ دو دینار نکال کر باقی حضرتؑ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اس کے بعد دوسری تھیلی باہر نکالی۔ امامؑ نے فرمایا: اس تھیلی میں پچاس اشرفیاں ہیں جو فلاں شخص کا مال ہے اور وہ قم کے فلاں محلے میں قیام پذیر ہے۔ میں اس تھیلی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا چونکہ یہ اشرفیاں اس گندم کو فروخت کر کے حاصل کی گئی ہیں۔ جس میں اس کے مزارعوں کا حصہ ہے اور اس نے مشترکہ حصے سے اپنے لیے زیادہ گندم حاصل کر لی تھی۔ لہٰذا انہیں واپس کر دیا جائے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: بیٹے آپ نے سچ کہا۔ اور احمد سے کہا: ان تھیلیوں کو انہیں واپس لوٹا دو کیونکہ یہ حرام ہیں۔ اب سعد بن عبد اللہ کی مسائل پوچھنے کی باری آئی تو آپ نے فرمایا: میرے نور چشم سے پوچھو۔ اس نے تمام مسائل حضرت صاحب الامر علیہ السلام سے پوچھے۔ نہ صرف اس کے جوابات عنایت فرمائے بلکہ وہ مسائل جو وہ بھول چکا تھا وہ بھی اسے یاد دلائے اور جوابات عنایت فرمائے۔

❁❁❁❁❁

(۴) علامہ مجلسیؒ نے میر اسحاق استر آبادی کا بیان نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں راہ مکہ میں قافلہ سے الگ ہو کر سخت پریشان تھا تو امام عصرؑ سے استغاثہ کیا۔ حضرت تشریف لائے اور حرز یمانی پڑھنے کا حکم دیا۔ میں پیاسا تھا۔ مجھے پانی پلایا اور پھر میری تلاوت کی اصلاح فرمائی اور اپنے ساتھ سواری پر سوار فرما کر قافلہ سے

۹ روز قبل مکہ پہنچا دیا۔ اور اہل خانہ نے مشہور کر دیا کہ میں صاحب کرامت ہوں اور طی الارض کے ذریعے مکہ آیا ہوں۔

❁❁❁❁❁

(۳) اسماعیل ہرقلی جن کا مرض لاعلاج ہو گیا تھا انہوں نے سید ابن طاؤس کے پاس حاضری دی اور اس کے بعد امام عصرؑ سے توسل کیا تو انہوں نے دست مبارک پھیر کر مرض کو بالکل ختم کر دیا۔ جس کا نشان بھی باقی نہ رہا اور پاؤں میں ناسور کی جگہ باقاعدہ طور پر طبعی جلد آ گئی۔

❁❁❁❁❁

(۴) مجلسی اول علامہ آخوند ملا محمد تقی علیہ الرحمۃ نے شرح کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ "ایک مرتبہ مشہد سے واپسی میں ہم لوگ راستہ بھول گئے آخر کار ایک جگہ اتر پڑے میں نے حضرت حجت علیہ السلام سے بہت فریاد کی یہاں تک کہ ایک مرد عرب سامنے آئے اور ہمیں ٹھیک راستے پر لگا کر نظروں سے غائب ہو گئے جس کے بعد میں نے بہت کچھ گریہ وزاری کی لیکن پھر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا"۔

❁❁❁❁❁

(۵) نجم ثاقب میں ہے کہ صاحب دعوۃ ساکبہ مرحوم شیخ ملا محمد باقر نجفی بہبہانی نے بیان کیا کہ میں نے خود حضرت حجت علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھا ہے میرا اکلوتا لڑکا علی محمد ایک مرتبہ ایسا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی آتا تھا مرض بڑھ رہا تھا علماء وطلاب مقامات استجابت دعا پر مجالس تعزیت میں نمازوں کے بعد اس کی صحت کے لئے دعائیں کر رہے تھے یہاں تک کہ گیارھویں رات کو اس کی حالت غیر ہو گئی سب لوگ مایوس ہو چکے تھے کوئی صورت علاج کی باقی نہ رہی تھی سوائے اس کے کہ حضرت حجت علیہ السلام کی بارگاہ میں اس کی شفاء کے لئے التجا کروں پس میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا اور بیقراری کی حالت میں چھت پر آیا اور حضرتؑ سے متوسل ہوا لوٹ لوٹ کر بے چینی میں اس طرح فریاد کرتا رہا "یا صاحب الزمان اغثنی یا صاحب الزمان ادرکنی" پھر جو چھت سے اتر کر آیا اور لڑکے کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کی حالت درست، سانس کی رفتار ٹھیک ہو گئی اور حواس بھی صحیح ہیں اور ایسا پسینہ آ رہا ہے کہ عرق میں غرق ہے جس کے بعد میں اس نعمت پر شکر الٰہی ادا کرتا رہا اور خداوند عالم نے حضرتؑ کی برکت سے شفا کرامت پائی۔

❁❁❁❁❁

(۶) فاضل کامل سید محمد حسینی نے کفایۃ المہتد میں حسن بن حمزہ علوی طبری مرعشی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے اصحاب امامیہ میں سے ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حج کو گیا تو سخت گرمی کا سال تھا قافلہ سے جدا ہو گیا مارے پیاس کے دم نکلا جاتا تھا یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا یکایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز آئی آنکھیں کھولیں تو ایک خوش رو و خوشبو جوان نظر آئے انہوں نے مجھ کو ایسا پانی پلایا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اس وقت میں مرنے سے بچ گیا اور میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو مجھ پر ایسی مرحمت فرمائی فرمایا کہ میں بندوں پر حجۃ اللہ اور روئے زمین پر بقیۃ اللہ ہوں اور میں وہ ہوں کہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دوں گا جبکہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا کہ آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کر لیں فرمایا کھول دو میں کھول دیں تو اپنے کو قافلہ کے سامنے پایا اور حضرتؑ نظر سے غائب ہو گئے تھے صلوات اللہ علیہ"

(۷) بحارالانوار میں یہ واقعہ بھی نقل ہے کہ ایک شخص جس کا نام نجم اور لقب اسود تھا اس کی بیوی فاطمہ نام کی تھی زن و شوہر دونوں بہت نیک و صالح تھے ان کے دو بچے بھی تھے ایک لڑکا علی نام، دوسری لڑکی زینب۔ مشیت الٰہی یہ ہوئی کہ ۷۱۲ھ میں دونوں میاں بیوی اندھے ہو گئے اور بڑا زمانہ انہیں اسی حالت میں گذر گیا ایک رات زوجہ کو یہ معلوم ہوا کہ جیسے اس کے چہرے پر کسی نے ہاتھ پھیرا اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری نابینائی کو دفع کر دیا ہے کھڑی ہو جا اور علی کے باپ یعنی اپنے شوہر کی خدمت کرتی رہنا کبھی کوتاہی نہ کرنا پس میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارا گھر نور سے معمور ہو رہا ہے جس سے مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ تشریف لانے والے حضرت حجت علیہ السلام تھے۔

(۸) نجم ثاقب میں ہے کہ حلہ میں مولا معظم جمال الدین بن شیخ نجیب، قاری نجم الدین جعفر مرض فالج میں ایسے مبتلا ہوئے کہ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکتے تھے ان کی دادی نے باپ کے انتقال کے بعد طرح طرح کے علاج کئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تب ان کی دادی سے کہا گیا کہ ان کو قبہ شریف حضرت صاحب الامرؑ پر لے جائیں جو حلہ میں ہے شاید خداوند عالم اس بلا سے عافیت بخشے اور حضرت جو وہاں تشریف لاتے ہیں نظر مہربانی فرمائیں اور بیماری سے شفا حاصل ہو چنانچہ ان کی دادی لے کر گئیں اور یہ وہاں لٹا دیئے گئے خود ان کا یہ بیان ہے کہ حضرت تشریف لائے اور فرمایا اٹھو اٹھو میں نے عرض کیا کہ چند سال سے اٹھنے پر قادر نہیں ہوں فرمایا بحکم خدا اٹھو اور مجھ کو پکڑ کر کھڑا کر دیا اس وقت جو میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو کوئی اثر فالج کا باقی نہ تھا جس کے بعد لوگوں کا مجھ پر ہجوم ہو گیا بنظر تبرک میرے کپڑوں کا پھاڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے گئے اور اپنے کپڑے مجھے پہنا دیئے جو گھر پہنچ کر میں نے واپس کئے۔

(۹) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحارالانوار میں یہ واقعہ ابو راجح حمامی ساکن حلہ کا نقل فرمایا ہے جو بہت مشہور رہا ہے اور جس کا ذکر بہت سے اعیان و افاضل نے کیا ہے جن میں سے شیخ زاہد عابد محقق شمس الدین بن قاروں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حلہ میں ایک حاکم تھا جس کو مرجان صغیر کہتے ہیں وہ بڑا ناصبی دشمن اہلبیت تھا اس سے لوگوں نے ابو راجح کی شکایت کی کہ یہ بعض صحابہ کو اچھا نہیں سمجھتا ہے جس پر اس نے ابو راجح کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ آیا تو اس کو بہت پیٹا گیا اور بے چارے کو اتنا مارا کہ دانت بھی ٹوٹ گئے زبان کو باندھا گیا اور ناک میں سوراخ کر کے نکیل ڈالی گئی محلے کی گلیوں میں پھرایا گیا یہاں تک کہ وہ زخمی مومن جو نیم مردہ ہو چکا تھا اسی گشت کی حالت میں زمین پر گر پڑا ظالم حاکم نے قتل کا حکم دیا لیکن کچھ لوگوں نے سفارش کی کہ یہ بوڑھا آدمی ہے اور اس قدر مجروح ہو چکا ہے کہ قریب ہلاکت ہے خود ہی مر جائے گا۔ اور گھر والے وہاں سے اٹھا کر لے گئے سب کو یقین تھا کہ رات ہی میں ختم ہو جائے گا مگر جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ وہ تندرستوں کی طرح نماز پڑھ رہا ہے سارے دانت صحیح سالم ہیں سب زخم مندمل ہو چکے ہیں جسم پر چوٹوں کے نشان تک نہیں اس صورت سے لوگوں کے تعجب کی حد نہ رہی اور اس کیفیت کے پیدا ہونے کا سوال کیا تو اس نے کہا کہ موت سامنے آ چکی تھی دل ہی دل میں خداوند عالم سے دعا اور اپنے مولا صاحب الزمانؑ سے فریاد کرتا رہا جب

خوب اندھیری رات ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ سارا گھر منور ہے یکایک حضرت تشریف لے آئے اور اپنا دست مبارک میرے منہ پر پھیرا اور فرمایا کہ باہر جا اور اپنا کام کر حق تعالیٰ نے تجھ کو عافیت عطا فرمائی۔ شمس الدین محمد نے فرمایا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ابوراجح کمزور زرد رنگ کا بوڑھا آدمی تھا جس کے حمام میں برابر جایا کرتا تھا مگر اس صبح کو اوروں کے ساتھ جا کر دیکھا تو وہ صاحب قوت درست قامت سرخ چہرہ بیس سال کا جوان معلوم ہو رہا تھا اور پھر زندگی بھر اس کی یہی صورت رہی۔ جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی تو اس حاکم نے ابوراجح کو بلایا اور یہ حالت دیکھ کر بڑا رعب اس پر طاری ہوا کہ کل کیا تھا آج کیا ہوگیا، اسی وقت سے اس کے عمل میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ یا تو اس مقام کی طرف جو حلہ میں حضرت حجتؑ سے منسوب ہے پشت کر کے بیٹھا کرتا تھا یا اس واقعہ کے بعد اس کی جانب منہ کر کے بیٹھنے لگا اور مومنین اہل حلہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہا پھر تھوڑے ہی عرصہ میں مر گیا۔

(۱۰) عالم فاضل المعی علی بن عیسیٰ اربلی صاحب کشف الغمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے سید باقی بن عطوہ حسنی نے بیان کیا کہ میرا باپ جو زیدی مسلک سے تھا ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس کے علاج سے اطباء عاجز ہوگئے تھے وہ بیٹوں سے بوجہ اس کے کہ ہمارا میلان مذہب اثنا عشری کی طرف تھا بہت آزردہ رہتا اور بار بار یہ کہا کرتا کہ میں تمہارے مذہب کا اس وقت تک قائل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمہارے صاحب یعنی حضرت حجتؑ آ کر مجھے اچھا نہ کر دیں اتفاقاً ایک شب کو نماز عشاء کے وقت ہم سب بھائی ایک جگہ جمع تھے جو والد کے چیخنے کی آواز آئی وہ ہم سے فریاد کر رہے تھے کہ دوڑو دوڑو پس ہم فوراً ان کے پاس پہنچے تو کہا کہ اپنے صاحب کو دیکھو وہ ابھی ابھی میرے پاس سے باہر واپس گئے ہیں یہ سن کر ہم بڑی تیزی کے ساتھ نکلے اِدھر اُدھر بھاگے مگر کوئی دکھائی نہ دیا تب ہم نے گھر میں آ کر ان سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا کہنے لگے ایک شخص میرے پاس آئے اور کہا اے عطوہ میں نے کہا کہ تم کون ہو فرمایا میں تیرے بیٹوں کا صاحب ہوں اور اس بیماری سے تجھے نجات دینے کے لئے آیا ہوں یہ فرما کر مجھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور چلے گئے اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بالکل ٹھیک ہوگیا اور کوئی تکلیف باقی نہیں رہی اس صورت کے بعد ہمارے باپ مدتوں زندہ رہے اور خوب قوت و توانائی کے ساتھ زندگی گزاری، صاحب کشف الغمہ نے لکھا کہ یہ واقعہ بہت مشہور ہوا جس کو علاوہ پسر مذکور کے بہت سے لوگوں نے بغیر کسی کی زیادتی کے اسی طرح مجھ سے نقل کیا ہے۔

(۱۱) صاحب کتاب در منثور آقا شیخ علی جو جناب محقق علامہ شیخ جمال الدین ابو منصور عاملی فرزند عالم ربانی جناب شہید ثانی کے پوتے اور مشاہیر اہل علم و کمال سے تھے اپنے جد بزرگوار کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب وہ حج کو تشریف لے گئے تو یہ فرمایا تھا کہ میں اس سفر میں حضرت صاحب الامر کی زیارت کا امیدوار ہوں شرف حاصل ہو جائے کیونکہ حضرت ہر سال حج فرماتے ہیں چنانچہ وقوف عرفات میں جب انہوں نے یہ چاہا کہ اطمینان کے ساتھ گوشۂ تنہائی میں دعاؤں کا موقع مل جائے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سب باہر چلے جاؤ اور دور خیمہ پر بیٹھ کر مشغول دعا ہو۔ اسی اثناء میں ایک صاحب جن کو وہ نہ پہچانتے تھے خیمہ کے اندر داخل ہوئے سلام علیک ہوئی اور بیٹھ گئے جد بزرگوار فرماتے تھے کہ اس وقت ان صاحب کے آنے سے ایسی ہیبت مجھ پر طاری ہوئی کہ مبہوت ہوگیا اور بات کرنے

کی طاقت نہ رہی انہوں نے مجھ سے کلام فرمایا اور اٹھ کر چلے گئے لیکن جس وقت وہ خیمہ سے نکل رہے تھے مجھے اپنی امید کا خیال آیا اور فوراً جلدی سے باہر نکلا مگر وہ صاحب دکھائی نہ دیئے تب میں نے اپنے ہمراہیوں سے پوچھا ان سب نے کہا کہ ہم نے تو اس وقت نہ کسی خیمہ میں داخل ہوتے دیکھا اور نہ کسی کو نکلتے ہوئے دیکھا

(۱۲) صاحب جنت الماویٰ لکھتے ہیں کہ امین معتمد آغا محمد کاظمی نے مجھ سے بیان کیا کہ سامرے میں اہل خلاف سے منجملہ ان خدام کے جن کی عادت زائرین کو لوٹنا اور ان کی ایذاء رسانی تھی ایک شخص مصطفےٰ حمود نام کا بھی تھا جو زائرین کو بہت تکلیفیں پہنچایا کرتا اور اکثر اوقات سرداب مقدس کے اندر بہت پریشان کیا کرتا۔ اعمال زیارت میں حائل ہوتا اور ایسی حرکتیں کرتا جو زائرین کی توجہ و حضوری میں خلل انداز ہوتی تھیں ان کا دعائیں پڑھنا اس کو ناگوار ہوتا ان کی آوازیں نہ سن سکتا۔ ایک شب اس نے حضرت حجت کو خواب میں فرماتے ہوئے دیکھا کہ تو کب تک میرے زائرین کو ستائے گا تو انہیں زیارت نہیں پڑھنے دیتا تجھے کیا مطلب جو کچھ وہ کہتے پڑھتے ہیں کرنے دے اس کے بعد جب بیدار ہوا تو قوت سامعت بالکل ختم تھی اور کان بند ہو چکے تھے کچھ بھی نہ سنتا تھا جس سے زائرین کو راحت مل گئی اور اعمال زیارت کی بجا آوری و دعاء و فریاد و استغاثہ میں اس شخص کی رکاوٹ نہ رہی یہاں تک کہ خداوند عالم نے اس کو ٹھکانے لگا دیا۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عصر علیہ السلام کی غیبت کی دو قسمیں ہیں:

غیبت صغریٰ جس کا سلسلہ ۲۶۰ھ سے شروع ہو کر ۳۲۹ھ پر ختم ہو گیا اور جس کے دوران مختلف نواب امام کی طرف سے قوم کی رہنمائی کے لیے رابطہ کا کام کرتے رہے۔ انہی کے ذریعے سوالات و جوابات کا سلسلہ قائم تھا۔ جن کے نام یہ ہیں: جناب عثمان بن سعید، جناب محمد بن عثمان، جناب حسین بن روح اور جناب علی بن محمد سمری۔

اس کے بعد غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا اور نیابت خاص کا سلسلہ ختم ہو گیا تو نیابت عام کا سلسلہ شروع ہوا اور اعلان عام ہو گیا کہ اس دور میں غیبت کبریٰ میں مخصوص صفات کے افراد مرجع مسلمین ہوں گے اور انہیں کے ذریعے ہدایت امت کا کام انجام دیا جائے گا امت اور اسلام کی حفاظت ان کے ذمہ ہوگی اور ان کی ہدایت و حفاظت ہماری ذمہ داری ہوگی۔

امام کی صیانت و حفاظت کے شواہد میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو دور غیبت کبریٰ میں امام کی طرف سے وارد ہوتے رہے ہیں۔ جن میں آپ نے قوم کی حفاظت اور ذمہ داران قوم کی ہدایت کا تذکرہ فرما کر امت اسلامیہ کو مطمئن کر دیا ہے کہ ہم پردۂ غیبت میں ہیں دنیا سے رخصت نہیں ہو گئے۔ ہماری غیبت کا مفہوم تمہاری طرف سے غیبت ہے ہماری طرف سے نہیں۔ ہم تمہاری نگاہوں سے غائب ہیں اور تم ہماری زیارت نہیں کر سکتے لیکن تم ہماری نگاہ سے غائب نہیں ہو۔ ہم تمہیں برابر دیکھ رہے ہیں۔ اور تمہارے حالات و کیفیات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم تمہارے حالات سے غافل ہو جائیں تو تمہارا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے۔ اور اسی طرح ہم (امام) روز قیامت بھی تمہارے اعمال کے شاہد ہوں گے۔

حضرت صاحب الامر علیہ السلام نے ایک خط میں علامہ شیخ مفید علیہ الرحمہ کو جو عبارت رقم فرمائی۔ اس کے اقتباس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"برادر سعید اور محب رشید شیخ مفید ابی عبد اللہ محمد بن النعمان (خدا ان کے

اعزاز کو باقی رکھے) کے لیے مرکز عہد الٰہی امام کی جانب سے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے میرے مخلص دوست اور یقین کی بنا پر مجھ سے خصوصیت رکھنے والے محب تم پر میرا سلام۔ ہم خدائے وحدہٗ لاشریک کی حمد کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل طاہرین علیہم السلام پر صلوٰۃ و سلام کی التماس کرتے ہیں۔ خدا نصرت حق کے لیے آپ کی توفیقات کو برقرار رکھے اور ہماری طرف سے صداقت بیانی کے لیے آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ یاد رکھئے کہ ہمیں قدرت کی طرف سے اجازت ملی ہے کہ ہم آپ کو مراسلت کا شرف عطا فرمائیں اور اپنے دوستوں کے نام آپ کے ذریعے پیغام پہنچائیں۔ خدا ان سب کو اپنی اطاعت کی عزت عطا فرمائے۔ اور اپنی حفاظت و حراست میں رکھے۔ خدا بے دینوں کے مقابلہ میں آپ کی تائید کرے۔ آپ میرے بیان پر قائم رہیں اور جس جس پر آپ کو اعتبار و اعتماد ہو اس تک یہ پیغام پہنچا دیں۔ ہم اس وقت ظالمین کے علاقے سے دور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے حق میں یہی ہے کہ ایسے ہی دور دراز علاقے میں رہیں جب تک دنیا کی حکومت فاسقین کے ہاتھ میں ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں تمہاری مکمل اطلاع رہتی ہے اور کوئی خبر پوشیدہ نہیں رہتی۔ ہم اس ذلت سے بھی باخبر ہیں جس میں تم لوگ اس لیے مبتلا ہو گئے ہو کہ تم میں سے بہت سے لوگوں نے صالح بزرگوں کا طریقہ ترک کر دیا ہے اور عہد الٰہی کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے جیسے وہ اس عہد سے باخبر ہی نہ ہوں۔ ہم تمہاری نگرانی کے ترک کر دینے والے اور تمہاری یاد کے بھلا دینے والے نہیں۔ ہم تمہیں نہ یاد رکھتے تو تم پر بلائیں نازل ہو جاتیں اور دشمن تمہیں جلا کر خاکستر کر دیتے۔ خدا سے ڈرو اور فتنوں سے بچانے میں ہماری مدد کرو۔ فتنے قریب آ گئے ہیں اور ان سے ہلاکت کا شدید اندیشہ ہے یہ فتنے ہماری قربت کی علامت ہیں۔ خدا اپنے نور کو بہر حال مکمل کرنے والا ہے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ تقیہ کو حفاظت کا ذریعہ قرار دیں اور اموی گروہ کی جہالت کی آگ سے دور رہیں جو اس جہالت سے الگ رہے گا ہم اس کی نجات کے ضامن ہیں۔ اس سال جمادی الاولیٰ کا مہینہ آ جائے تو حوادث سے عبرت حاصل کرو اور خواب سے بیدار ہو جاؤ۔ اور بعد میں آنے والے واقعات کے لیے ہوشیار ہو جاؤ۔

عنقریب آسمان میں نمایاں نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ سرزمین شرق پر قلق و اضطراب ظاہر ہوگا۔ عراق پر ایسے گروہوں کا قبضہ ہوگا جو دین سے خارج ہوں گے اور ان کی بداعمالیوں سے روزی تنگ ہو جائے گی۔ اس کے بعد طاغوت کی ہلاکت سے مصیبت دفع ہوگی اور صاحبان تقویٰ و نیک کردار افراد خوش ہوں گے۔

حج کا ارادہ کرنے والوں کی مرادیں پوری ہوں گی اور ہم ایک مرتب و منظم طریقہ سے ان کی آسانی کا سامان فراہم کریں گے۔ اب ہر شخص کا فرض ہے کہ ایسے اعمال انجام دے جو اسے ہماری محبت سے قریب تر کر دیں اور ایسے امور سے اجتناب کرے جو ہمیں ناپسند ہیں اور ہماری ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔ ہمارا ظہور اچانک ہوگا اس وقت توبہ کا کوئی امکان نہ رہے گا اور نہ ندامت سے کوئی فائدہ ہوگا۔ خدا تمہیں ہدایت کا الہام کرے اور اپنی توفیق خاص عنایت فرمائے۔"

اگرچہ یہ خط شیخ مفید علیہ الرحمہ کی وفات سے تین سال قبل صفر ۴۱۰ھ کا ہے۔ دوسرا خط بھی تقریباً اسی طرح کے مضمون کا حامل ہے۔ ان خطوط کے مضامین سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تازگی ہر دور میں برقرار ہے اور ان کا ایک ایک جملہ ابدی حیثیت رکھتا ہے۔

اس دور میں مومنین پر واجب ہے کہ اس دور کے بہترین عمل یعنی حضرت کے ظہور کے انتظار میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

(۱) جہاں تک ہو سکے دین اسلام کی خدمت کریں اور کوئی ایسا کام سر انجام نہ دیں جس سے حضرت صاحب العصر (عج) کے قلب نازنین پر چوٹ لگے۔

(۲) موجودہ دور کے فتنہ و فساد، گانے بجانے، غلط بیانی، افتراء پردازی، توہین احکام اسلام، بے عملی، بے دینی، تفرقہ بازی، ضمیر فروشی، محسن کشی اور غیبت وغیرہ سے اجتناب کریں۔

(۳) الٰہی احکامات کی اتباع کریں اور صبح و شام تلاوت قرآن کے ذریعے شیطانی وسوسوں اور حیلوں کو دور بھگائیں۔ جہاں تک ہو سکے تلاوت قرآن کو معاشرے میں رائج کریں۔

(۴) خصوصاً موجودہ دور میں کیبل نیٹ ورک، ٹی وی، وی سی آر اور انٹرنیٹ کے غیر شرعی استعمال سے بچیں اور اس حوالے سے اپنے زیر کفالت افراد کی بھی نگرانی کریں۔

۵۔ دعائے ندبہ اور دعائے فرج امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کو زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں کیونکہ خود امام (عج) نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے فرج کے لیے دعا کرو کیونکہ یہ تمہارا اپنا فرج ہے۔

حضرت صاحب الامر (عج) کی خصوصیات

۱۔ آپ کی ولادت ۱۵ شعبان سنہ ۲۵۵ھ صبح جمعہ کی سعود ترین ساعت میں ہوئی۔

۲۔ آپ کی والدہ ماجدہ نرجس خاتون قیصر روم کی پوتی ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب وصی عیسیٰ جناب شمعونؑ سے جا ملتا ہے۔

۳۔ آپ کی تربیت عالم قدس میں (آسمان پر) ہوئی۔

۴۔ آپ کی ولادت کو خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرح مخفی رکھا۔

۵۔ آپ ہی بقیۃ اللہ، خلف صالح، ترید، عزیم، قائم، مہدی، منتظر، ماء معین (چشمۂ جاری) اور غائب کہلاتے ہیں۔

۶۔ آپ ہی کے ذریعے خداوند تعالیٰ تمام دنیا میں حقیقی اسلام کو رائج کر کے کفر و نفاق کا خاتمہ کرے گا۔ یہ شرف کائنات میں صرف آپ کو حاصل ہوگا۔

۷۔ آپ ہی کی سلامتی کے لیے دعا کرنے اور صدقہ نکالنے کی تاکید ہے۔

۸۔ آپ ہی کے ظہور کے لیے آئمہ علیہم السلام نے دعا فرمائی ہے اور امام جعفر صادقؑ نے آپ کی یاد میں گریہ کیا اور آپ کو سردار کہہ کر مخاطب کیا۔ اسی طرح امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ کے سامنے جب دعبل خزاعی نے اہل بیت علیہم السلام کی شان میں قصیدہ کہا اور جب امام عصر (عج) کے نام پر پہنچا تو آپ سر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خداوند تعالیٰ سے آپ کے ظہور کی تعجیل کے لیے دعا فرمائی۔ دوسرے آئمہ علیہم السلام نے بھی آپ کے ظہور کے ذکر پر مسرت کا اظہار فرمایا اور تعجیل کی دعا فرمائی۔

۹۔ آپ کے لیے ایک مخصوص مکان بیت الحمد نام کا ہے جہاں کا چراغ روزِ ولادت سے روشن ہے اور روزِ ظہور تک روشن رہے گا۔

۱۰۔ آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اور کنیت دونوں کا

حاصل ہوا ہے یعنی "ابو القاسم محمدؐ"۔

۱۱۔ دورِ غیبت میں آپؑ کو نام محمدؐ سے یاد کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔

۱۲۔ آپؑ خاتم الاوصیاء ہیں۔

۱۳۔ آپؑ کو روزِ اول ہی سے غیبت کا شرف حاصل ہوا ہے اور آپ ملائکہ مقربین کی تحویل میں رہے ہیں۔

۱۴۔ آپؑ کو کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ معاشرت نہیں اختیار کرنا پڑی۔

۱۵۔ آپؑ کسی بھی ظالم حاکم کی رعایا میں نہیں رہے۔

۱۶۔ آپؑ کی پشت مبارک پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مہر نبوت کی طرح مہر امامت ثبت ہے۔

۱۷۔ آپؑ کا ذکر کتاب سماویہ میں القاب و خطابات کے ذریعے ہوا ہے اور نام نہیں لیا گیا۔

۱۸۔ آپؑ کے ظہور سے قبل امامت کے کئی جھوٹے مدعی نمودار ہوں گے۔

۱۹۔ آپؑ کے ظہور کے لیے بے شمار علامات بیان کی گئی ہیں۔

۲۰۔ آپؑ کے ظہور کا اعلان ندائے آسمانی کے ذریعے ہوگا۔

۲۱۔ آپؑ کے دورِ حکومت میں سن و سال کا اندازہ عام حالات سے مختلف ہوگا اور گویا فلک کی حرکت سست پڑ جائے گی۔

۲۲۔ آپؑ مصحف امیر المومنینؑ کو لے کر ظہور فرمائیں گے۔

۲۳۔ آپؑ کے سر پر ابر سفید سایہ فگن رہے گا۔

۲۴۔ آپؑ کے لشکر میں ملائکہ اور جنات بھی شامل ہوں گے۔

۲۵۔ آپؑ کی صحت پر طول زمانہ اثر انداز نہیں ہوگا۔

۲۶۔ آپؑ کے دور میں حیوانات اور انسانوں کے درمیان وحشت و نفرت کا دور ختم ہو جائے گا۔

۲۷۔ آپؑ کے دور میں زمین سارے خزانے اگل دے گی۔

۲۸۔ آپؑ کی رکاب میں بہت سے مر جانے والے بھی زندہ ہو کر شامل ہوں گے۔

۲۹۔ آپؑ کے دور میں زمینی پیداوار میں بے حد اضافہ ہوگا۔

۳۰۔ آپؑ کے انصار و اعوان کے اجسام مرض و بیماری سے مبرا ہوں گے۔

۳۱۔ آپؑ کے انصار میں سے ہر شخص کو ۴۰ افراد کے برابر قوت حاصل ہوگی۔ ان کے لیے آسمان سے تلواریں نازل ہوں گی۔

۳۲۔ آپؑ کے نور اقدس کے طفیل لوگ نورِ شمس و قمر سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

۳۳۔ آپؑ کے لیے ایک خاص بادل ہوگا جو آپ کو مختلف مقامات پر لے جایا کرے گا۔

۳۴۔ آپؑ ان مخصوص احکامات کو رائج فرمائیں گے جو اب تک رائج نہیں ہو سکے ہوں گے۔ مثلاً اگر کوئی بیس سال کا نوجوان احکام دین سے بے خبر ہوگا تو اسے قتل کر دیں گے۔

۳۵۔ آپؑ کے انصار و اصحاب کی جانور تک اطاعت کریں گے۔

۳۶۔ آپؑ کوفہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پتھر سے پانی اور دودھ کی دو نہریں جاری فرمائیں گے۔

۳۷۔ آپؑ کی مدد کے لیے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور آپ کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

۳۸۔ آپؑ اس دجال ملعون کو قتل کریں گے جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ہوشیار رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

۳۹۔ آپؑ کے علاوہ امیر المومنین کے بعد کسی کے جنازہ پر سات تکبیروں کا جواز نہ ہوگا۔

۴۰۔ آپؑ کی تسبیح ۱۸ تا ربیع سے آخر ماہ تک ہے یعنی تقریباً ۱۲ دن۔ جب کہ باقی معصومین علیہم السلام کی تسبیح بس ایک روز ہے یا دو روز۔

۴۱۔ آپؑ کی حکومت کا سلسلہ قیامت سے متصل ہو جائے گا۔ آپ سات، انیس یا انچاس سال حکومت کریں گے اس کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوگی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھائیں گے۔ اس کے بعد دوسرے آئمہ علیہم السلام کی حکومت کا دور آئے گا اور اس طرح یہ سلسلہ قیامت سے متصل ہو جائے گا۔ آپ کے عصر میں ہر ایک کی زبان پر جاری ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔